رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶ ہر انگریزی ماہ کی ۷-۱۴-۲۱-۲۸ تاریخ کو قادیان دارالامان سے نکلتا ہے رجسٹرڈ ایل نمبر ۲۲۹۶

ناظرین فاروق کو عید مبارک

فاروق

قادیان

ایڈیٹر پیر قاسم علی احمدی

جلد (۱۵) | قادیان مورخہ ۲۸-اپریل ۷-مئی | سنہ ۱۹۳۰ء مطابق ۲۸-ذیقعدہ ۷-ذالحجہ | سنہ ۱۳۴۸ھ | نمبر (۴)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

سلسلہ کی خبریں

(۱) حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ خدا کے فضل سے بخیریت ہیں۔

(۲) مکرمی حضرت پیر محمد اسمٰعیل صاحب سب اسسٹنٹ سرجن سونی پت خدا کے فضل سے بہرہ سول سرجن سرفراز ہو کر جہلم میں تعینات ہوئے ہیں۔ خاکسار ایڈیٹر فاروق اس ترقی اور کامیابی پر پیر صاحب اور آپ کے خاندان کو مبارک باد عرض کرتا ہوا دعا کرتا ہے۔ کہ حضرت پیر صاحب کیلئے یہ عہدہ آسمانی اور زمینی برکات کا موجب ہو آمین

(۳) مخدومی مکرمی میاں محمد شریف صاحب ای۔ اے۔ سی کچھ عرصہ سے علیل ہیں اور رخصت حاصل کر کے بغرض علاج لاہور ٹھہر کر اب قادیان دارالامان میں تشریف فرما ہیں۔ احباب میاں صاحب کی صحت کامل اور عاجل کے لئے نہایت درد دل سے دعا فرمائیں اور ثواب پائیں۔

(۴) احباب روزانہ بہ نماز پنجگانہ التزام کے ساتھ فتنہ ستریان کے سلسلہ میں جو مقدمات عدالت میں دائر ہیں سب میں سلسلہ کی عزت اور احترام کے قیام اور ناکردہ گناہ بھائیوں پر جو الزام لگائے گئے ہیں۔ ان سے باعزت بریت کے لئے خدا کے حضور دعائیں کریں۔ کہ اللہ تعالیٰ اپنے رحم و فضل سے سلسلہ کو ہر ایک ابتلاء سے بچا کر شریروں کی فتنوں سے محفوظ رکھے۔ آمین۔

(۵) ۲۸-اپریل کو فاروق بوجہ کاتب فاروق کی بیوی جو کہ ابھی لدھیانہ سے شادی کر کے لائے تھے۔ سخت بیمار ہو گئی۔ کاتب اس کو لدھیانہ چھوڑنے کیواسطے چلے گئے۔ اس لئے وہ

نذر عقیدت

اے خاندانِ حضرت مہدیٔ امام حق
تم ہی تو ہو کہ جن کے مبارک وجود پر
پھیلی تمہارے دم سے زمانے میں روشنی
تم ہو خدا کے ساتھ خدا ہی تمہارے ساتھ
تم پر خدا کی رحمت خاصہ کا ہے نزول
لاریب تم ہو فارسی الاصل وہ رجال
ایمان لانے والے ثریا سے تم ہی ہو
تم ہو امانِ اہلِ زمیں۔ جانِ علم و دیں
تم ہو نجوم جن سے ہدایت کی راہ ملی
تطہیر پر تمہاری ہے شاہد خدائے پاک
ہر رجس سے ہو دور سراپا ہی نور ہو
بدگو وہی ہے جس کو برائی سے پیار ہے
اندھے نہیں ہیں دیکھتے ہیں عقل رکھتے ہیں
ازواج و اہلیات و بنات و بنین بیت
دامن تمہارا پاک ہے ہر نقص و عیب سے
مداح اہل بیت مسیح محمدی

تم سے ہوا بلند زمانے میں نامِ حق
پہنچاتے ہیں ملائکۃ اللہ سلام حق
چھوٹا سا ایک چشمۂ نورِ کلام حق
ہم نے ہزار بار سنا یہ پیام حق
قائم ہوا تمہیں سے یہ سارا نظام حق
وابستہ جن کی ذات سے ہوگا قیام حق
ہاں ہاں تمہیں نے آ کے دکھایا مقام حق
تم سے ملے گا جس کو ملے گا مرام حق
محمود کا وجود ہے ماہ تمام حق
تقویٰ سے بن گئے ہو ائمہ کرام حق
روشن تمہارے نام سے ہوتا ہے نام حق
جو نیک ہے کرے گا ضرور احترام حق
یہ گھر زمانے بھر میں ہے بیت الحرام حق
واللہ سب کے سب ہیں مجسم نظام حق
وہ مشک ہو کہ جس سے معطر مشام حق
اکمل تمہارا خادم سرمست جام حق

(سعد وقف خاکسار اکمل ۲۸ مارچ ۱۹۳۰ء)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

فتنہ مستریان کے سلسلہ میں چار مقدمات

ناظرین فاروق کی اطلاع دہی کے واسطے اُن مقدمات کے مختصر واقعات لکھے جاتے ہیں۔ جو مستریان مباہلہ کے فتنہ انگیزی سے آج کل عدالتوں میں دائر ہیں۔

پہلا مقدمہ

ہمارے خلاف مستریوں کی طرف سے عدالت دیوان سکھانند صاحب مجسٹریٹ درجہ اوّل ضلع گورداسپور میں دائر ہے۔ یہ وہ مقدمہ ہے جو ۲۸ مارچ سنہ ۳۰ء کو جمعہ کے دن عین خطبہ جمعہ کے وقت مسمی عبدالرحمن نام نہاد ایڈیٹر مباہلہ کے مسجد اقصیٰ کی کھڑکی کے پاس آکر کھڑا ہونے سے وقوع پذیر ہوا۔ جس کو پولیس قادیان نے بلوہ قرار دیکر زیر دفعہ ۱۴۷ تعزیرات ہند ہمارے سات معززین کا چالان کیا تھا۔ جن کے نام یہ ہیں۔ (۱) مولوی عبدالاحد صاحب مولوی فاضل مدرس جامعہ احمدیہ قادیان (۲) مولوی محمد یار صاحب مولوی فاضل مدرس جامعہ احمدیہ قادیان (۳) جناب ڈاکٹر حشمت اللہ صاحب انچارج نور ہاسپٹل قادیان (۴) چوہدری بوٹے خاں تاجر قادیان (۵) عبداللہ خاں صاحب افغان تاجر قادیان (۶) مستری وزیر محمد صاحب تاجر چوب قادیان (۷) سید ابن ڈاکٹر غلام غوث صاحب پنشنر معلم قادیان۔ یکم مئی کو یہ مقدمہ پیش ہو کر دو یوم بیانات استغاثہ و جرح ہوتی رہی۔ پہلے دن عبدالرحمن مضروب مستدعیت بطور گواہ استغاثہ بیان ہوا۔ اور ڈاکٹر صاحب بٹالہ کی مضروب کی ضربوں کے متعلق شہادت ہوئی۔ دوسرے دن بقیہ بیان مضروب اور استغاثہ کے دو گواہوں فیض الرحمن اور جس کے بیانات ہوئے۔ باقی شہادت کے لئے ۱۲ مئی سنہ ۳۰ء مقرر ہوئی۔ ہمارے احباب کی طرف سے مولوی فضل الدین صاحب اور بابو سنت رام صاحب اور شیخ احمد صاحب اور مرزا عبدالحق صاحب وکلاء ہیں اور استغاثہ کی جانب سے کورٹ انسپکٹر اور انکے مددگار کے علاوہ مسٹر عبدالرشید اور لالہ پشاوری مل اور سردار گنڈا سنگھ وکلاء پیش ہوئے۔

دوسرا مقدمہ

مستری فضل کریم عبدالکریم زاہد عبدالرحمن فتنہ پردازوں کے خلاف پولیس نے زیر دفعہ ۲۹۲/۱۵۳ تعزیرات ہند قائم کرکے چالان کیا۔ جسمیں بوجہ زخمی ہونے عبدالکریم مستری کے حسب تحریر ڈاکٹر ۱۵ یوم کی مزید مہلت دی گئی۔ جو پندرہ یوم گذرنے پر پیش ہوگا۔ ملزمان ضمانت پر رہا ہیں۔ ان دفعات کا منشاء یہ ہے۔

دفعہ ۱۵۳ کا منشاء

"جو کوئی شخص براہ خباثت یا بدی کوئی امر خلاف قانون کرنے سے کسی شخص کی طبع کو اشتعال دے۔ اور اس کی یہ نیت ہو یا اس امر کا احتمال اس کے علم میں ہو۔ کہ اسکے باعث سے بلوہ کرنے کے جرم کا ارتکاب وقوع میں آئے۔ تو اگر اس اشتعال کے باعث سے بلوہ کرنیکے جرم کا ارتکاب وقوع میں آئے۔ تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائیگی۔ جس کی میعاد ایک برس تک ہوسکتی ہے۔ یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دی جائینگی" (تعزیرات ہند)

دفعہ ۲۹۲ کا منشا

"جو کوئی شخص کوئی فحش کتاب یا رسالہ یا تحریر یا تصویر سادہ یا رنگدار یا شبیہہ یا مورت یا بیچے یا بانٹے یا بیچنے یا کرایہ پر چلانے کے لئے دوسرے ملک سے لائے یا چھاپے یا عمداً عامہ خلائق کو دکھلائے یا ایسا کرنے پر اقدام کرے یا کرنے کو خود کہے۔ تو شخص مذکور کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد تین مہینے تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دیجائیں گی"

(تعزیرات ہند)

تیسرا مقدمہ

جو شباب المسلمین بٹالہ کے غنڈوں سے ۹ اپریل کو واقع ہوا۔ کہ ایک شریر مجمع نے احمدیان بٹالہ سے فساد کرنے کی نیت سے جلوس بنا کر گشت لگاتے ہوئے شیخ عبدالرشید صاحب پریسیڈنٹ انجمن احمدیہ بٹالہ کے مکان پر پہنچ کر فحش گالیاں دینے لگے۔ اور اپنے ارادہ کے مطابق شیخ صاحب کے مکان کے دروازے توڑ کر جبراً حملہ کرنیکی نیت سے اندر گھس گئے۔ اور اندر پہنچکر شیخ صاحب اور ان کے صاحبزادہ کو زدوکوب کیا اور مکان کا سب سامان توڑ دیا۔ پولیس سٹی بٹالہ کے مدبر اور ہوشیار سب انسپکٹر چوہدری خورشید احمد صاحب کو خبر دی گئی۔ چوہدری صاحب موصوف نے نہایت تدبر اور دانشمندی سے اس گروہ ظالم کے ۱۵ ملزموں کو زیر دفعہ ۱۴۷ و ۲۹۴ و ۵۲۴ تعزیرات ہند گرفتار کرلیا۔ اور بعد ثبوت جرم ان سب کا چالان عدالت مجسٹریٹ علاقہ میں کردیا۔ حسب الحکم صاحب ڈپٹی کمشنر بہادر لالہ چاند نرائن صاحب مجسٹریٹ علاقہ گورداسپور سے بٹالہ آکر مقدمہ کی سماعت کرینگے۔ تاریخ پیشی ۱۳ مئی سنہ ۳۰ء مقرر ہے۔ ملزموں کی ضمانت عدالت نے منظور کردی ہے۔ اور سب زیر حوالات ہیں۔ ان دفعات کا منشاء یہ ہے۔

دفعہ ۱۴۷ کا منشاء

"جو کوئی شخص بلوہ کرنے کا مجرم ہو۔ اس کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد دو برس تک ہو سکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دیجائینگی" (تعزیرات ہند)

دفعہ ۲۹۴ کا منشاء

"جو کوئی شخص اوروں کے رنج پہنچانے کو عامہ خلائق کی آمد و رفت کی جگہ میں یا اس کے قریب کوئی فحش گیت گائے یا کوئی فحش شعر پڑھے۔ یا فحش باتیں بکے۔ تو اس شخص کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی سزا دیجائیگی۔ جس کی میعاد تین مہینے تک ہوسکتی ہے یا جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں دیجائینگی" (تعزیرات ہند)

دفعہ ۵۲۴ کا منشاء

"جو کوئی شخص کسی شخص کو ضرر پہنچانے یا کسی شخص پر حملہ کرنے یا کسی شخص کی مزاحمت بے جا کرنے کے لئے یا کسی شخص کو ضرر یا حملہ یا مزاحمت بے جا کی تخویف کرنے کے لئے تیاری کرکے مداخلت بے جا بجانہ کا مرتکب ہو۔ اس شخص کو دونوں قسموں میں سے کسی قسم کی قید کی سزا دی جائیگی۔ جس کی میعاد سات برس تک ہو سکتی ہے۔ اور وہ جرمانہ کا بھی مستوجب ہوگا" (تعزیرات ہند)

نوٹ:۔ دونوں قسموں کی سزا سے مراد قید محض یا قید باشقت ہے۔

چوتھا مقدمہ

یہ وہ مقدمہ ہے۔ جس میں ہمارے ایک احمدی غریب الوطن میاں قاضی علی محمد صاحب ساکن نوشہرہ ضلع پشاور پر قتل کا الزام لگایا گیا ہے۔ کہ اس نے ۲۳ اپریل کو گورداسپور سے بٹالہ

.... موٹر لاری میں بیٹھے ہوئے مستری عبدالکریم صاحب پر فائر کیا۔ عبدالکریم صاحب موقعہ پر جاں بحق ہوگئے۔ اور مسماۃ محمدی بیگم صاحبہ بیوہ مرحوم کے بیان پر پولیس نے قاضی محمد عظیم صاحب پسر قاضی محمد حسین صاحب پر اس وقت جبکہ وہ اپنے مکان میں بیٹھے ہوئے تھے۔ بلاوجہ اریسٹ کرلیا۔ اور اس کے ساتھی قاضی محمد یعقوب صاحب پسر قاضی محمد حسین صاحب کو بھی اریسٹ کرلیا۔ اور اس کے واسطے کہ کس دفعہ کے ماتحت ان کا چالان ہو۔ ۱۰ دن کی مہلت مانگی ہے۔ پندرہ یوم کی مہلت چالان مکمل کرنے کے واسطے لی گئی ہے۔ چالان نہیں ہوا۔ یہ وہ چار مقدمات ہیں۔ جو اس وقت

Digitized by Khilafat Library Rabwah

بسم اللہ الرحمن الرحیم

فاروق

قادیان دارالامان مورخہ ۲۱ر اپریل ۱۹۳۰ء

ہم اور ہمارے مخالفین

لن یصیبنا الا ما کتب اللہ لنا ھو مولٰنا وعلی اللہ فلیتوکل المومنون ۔

بعض عدیم الطباع آج کل اخبارات میں احمدیوں کے خلاف عوام کو بھڑکانے میں مشغول ہیں۔ اور اس بات کی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ کہ احمدیوں سے ہر رنگ میں مقاطعہ کیا جائے گا۔ اور خدا کی شان ان سب میں ظفر علی ایسی قماش کے دریدہ دہن منہ پھٹ اور گرگٹ کی طرح رنگ بدلنے والے پیش پیش نظر آتے ہیں۔

میرے خیال میں اگر ظفر علی ان مسٹروں کا امام نہوتا جنہوں نے شرم وحیا کو بالائے طاق رکھکر اپنی گندہ اور کمینہ فطرت کا مظاہرہ کیا ہے۔ تو شائد فیصدی ان کو داد ملجاتی۔ مگر اس بدبخت کی پیشوائی ضرور ان کو دنیا میں بھی لے ڈوبے گی۔ کیونکہ اس مضل مرادف ابلیس نے جب بھی کسی کی تائید میں قلم اٹھایا۔ تب ہی مؤید پر مصائب ومشکلات کے پہاڑ ٹوٹ پڑے۔ خلافت ترکیہ کی تائید وحمایت میں اس نے ایڑی سے چوٹی کا زور لگایا۔ اور گورنمنٹ کو بڑی بڑی دھمکیاں دی گئیں لیکن خدا کی شان وہ شخص جو کبھی وقت "خلیفۃ المسلمین" کہلاتا تھا۔ اسے خود اس کی قوم نے خلافت سے معزول کردیا۔ اور نہ یہ کہ اسے خلافت سے معزول کیا گیا۔ بلکہ وہ ترک جو محافظ اسلام سمجھے جاتے تھے۔ انہوں نے خلافت کو ہی سرے سے اپنے علاقہ سے نکال دیا۔ مگر ظفر علی کے کان پر جوں تک نہ رینگی۔ اور ساری گیدڑ بھبھکیاں پدرم سلطان بود والی بھول گیا۔ اور اب وہ خلافت کے لفظ سے بیزار معلوم ہوتے ہیں۔

اسی طرح سابق شاہ افغانستان امان اللہ خاں کی تعریف وتوصیف میں اس نے زمین وآسمان کے قلابے ملا دیئے۔ اور اس کی تائید میں گورنمنٹ کو بڑی دھمکیاں دی گئیں۔ مگر وہ غازی میدان جہاد سے دلی مدبراً ہوکر عازم یورپ ہوا۔ اور شیخ ظفر علی کی شیخیاں سب کی سب دھری رہ گئیں۔ غرض جس کی تائید وحمایت میں آپ کھڑے ہوئے۔ اس کا وہی حشر ہوا۔ جو اس سیاہ رو کے مقدر میں روز اول سے مکتوب ہے۔ اور اب یہ کانگرس کے جبہ میں ہندوؤں کا پٹھو بنا ہوا ہے۔ دیکھیں یہاں یہ قوم فروش کیا گل کھلاتا ہے ۔

ظفر علی کی یہ ٹکریں پہلے دنیوی لوگوں سے تھیں جن کے مقابلہ میں ہمیشہ اس نے پیٹھ دکھائی۔ اور بعض مواقع پر اس نے بقول خود "طاغوتی حکومت" کے کارکنوں کے جوتوں کی ٹوچاٹی۔ کیا ایسا کمینہ شخص اب یہ خیال کرسکتا ہے۔ کہ ایک مذہبی جماعت سے وہ مقابلہ کرسکے گا۔ اور اس کے خلاف کوئی عملی قدم اٹھانے کی جرأت کرسکے گا۔ ہاں یقولون مالا یفعلون کے مطابق اپنے اخبار کے کالم سیاہ کرنیکی ضرور اسے مشق ہے۔ اور اس کام میں وہ کوئی کمی نہیں کرتا۔ اور ہم بھی اس کے مقر ہیں۔ کہ کاغذی گھوڑے دوڑانے میں اسے ید طولیٰ حاصل ہے۔ مگر کاغذی گھوڑوں پر بھی اگر ذرا سی گرفت ہو۔ تو اس کے ہاتھوں کو رعشہ ہوجاتا ہے۔ اور قلم کی حرکت بند ہوجاتی ہے۔

ظفر علی اور اس قماش کے دیگر ملاں سن رکھیں۔ کہ مومن کی خوشی کسی صورت میں بھی مٹائی نہیں جاسکتی۔ مرگئے تو شہید اور زندہ رہے تو غازی۔ اس لئے ہمیں سوا رضاء خدا کے کسی طاقت کا ڈر نہیں۔ جب ہم تھوڑی تعداد میں تھے۔ اس وقت دنیا کی کوئی طاقت ہمیں نہ مٹاسکی۔ کیا اب جبکہ ہم ملین ہیں کوئی طاغوتی طاقت ہمیں نقصان پہنچاسکتی ہے۔ کیا ایک فاسق ایک مومن کا مقابلہ کرسکتا ہے۔ ظفر علی جیسے مادہ پرست نے بارہا یہ کہا ہے۔ کہ ہم کروڑوں ہیں۔ مگر اسے یاد رہے۔ کہ اربوں بھیڑیں بھی ایک شیر کا مقابلہ نہیں کرسکتیں۔ اس لئے قرآن پاک میں اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ کم من فئۃ قلیلۃ غلبت فئۃ کثیرۃ باذن اللہ کہ بسا اوقات کم تعداد والی جماعت کثیر التعداد جماعت پر غالب آجاتی ہے۔ خدا کے حکم سے اور اس میں کیا شک ہے۔ کہ اسے اپنی کثرت کا گھمنڈ ہے۔ اور ہمیں اپنے خدا پر بھروسہ ہے۔ کہ جو اس جیسی ہزاروں کثرتوں کو آناً فاناً میں مٹاسکتا ہے ؎

دشمن کو ہے غرور کہ ہیں یونہیں کم
اربوں بھی ہوں تو اسے نہ ہرگز ڈریں گے ہم
ہاں دیکھ لیں وہ آکے مقابل پہ ہمارے
ان مفسدوں کا ہم کو ذرا بھی نہیں ہے غم
ہے جان ہتھیلی پہ ہماری ہمیں کیا ڈر
توپیں ہی ڈرا سکتی ہیں ہمکو نہ گولی بم
ان مادہ پرستوں کی حقیقت ہے بھلا کیا
کھا سکتا ہے مومن بھی بھلا ان سے کبھی خم
اک احمدی لاکھوں پہ نہ بھاری ہو تو کہنا
دیکھا نہیں تو نے کبھی شیروں کا کہیں دم
ہاں سوچ نہ ہو درپے آزار تو ان کے
پڑ جائے نہ گھر میں ترے خود ہی ترا ماتم

(خاکسار:۔ عبدالاحد مولوی فاضل)

التنقید

مولوی ابراہیم سیالکوٹی نے قبر مسیح کے متعلق ایک رسالہ لکھکر اس میں یہ ثابت کرنیکی بے سود کوشش کی تھی۔ کہ مسیح ناصری کی قبر جو سرینگر میں بتائی جاتی ہے۔ وہ غلط ہے۔ مسیح تو فوت ہوکر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر مبارک مدینہ منورہ میں دفن ہونگے۔ سیالکوٹی کے اس رسالہ کا مدلل اور مکمل اور مفصل جواب فاضل راجیکی نے اس رسالہ میں ایسا دیا ہے۔ جو قابل دید ہے۔ ۳ر کے ٹکٹ ڈاک بھیج کر دفتر فاروق سے ایک رسالہ منگالیں۔ ۵ر رسالوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔

(مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

احمدی مشن

آؤ لوگو کہ یہیں نور خدا پاؤ گے
تمہیں طور تسلی کا بتایا ہم نے

اسلام کی صداقت کا ایک بڑا بھاری اور بین ثبوت یہ بھی ہے۔ کہ اس کی برکات کا اظہار ہر زمانہ میں ہوتا رہتا ہے۔ اور شجرِ تر و تر کے لذیذ و شیریں پھل ہر متلاشی کو بلا قید موسم ہر وقت مل سکتے ہیں۔ اور اسکی برکات و انوار کا سلسلہ لامتناہی ہے۔ اور دوسرے مذاہب کی طرح قضیہ پارینہ نہیں۔ کہ پدرم سلطان بود پر ہی ختم ہو جائے۔ بلکہ اس پاک مذہب کا ہر ایک فرزند سلطان ہے۔ اور انہی برکات و فیوض سماوی سے بہرہ اندوز ہو سکتا ہے۔ جس سے کہ دنیائے اسلام کی قابلِ فخر ہستیاں زمانہ سلف میں فیضاب ہوئیں۔ گویا یہ اسلام کا عظیم الشان معجزہ ہے۔ کہ جن نشانات و معجزات کو اس کا بانی صلی اللہ علیہ وسلم لے کر دنیا میں مبعوث ہوا۔ آج بھی وہ ہر شخص جو کامل طور پر اس ہادیٔ اعظم کا پیرو بنے وہی نشانات سماوی پا سکتا ہے۔ چنانچہ ہماری حسین حیات میں ایک ایسا فردِ کامل ظاہر ہوا۔ جس نے ببانگ دہل مخالفین اسلام کو چیلنج دیا۔ کہ

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمد

اور فی الواقع خارقِ عادت نشانات دکھلائے۔ جو اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر شاہد ہیں۔ پس یہ ایک نہایت اہم نظریہ ہے۔ زندہ مذہب کے پرکھنے کے واسطے۔ اور ہر عقل و فہم رکھنے والا انسان اسبات کا اقرار کرے گا۔ کہ جب تک یہ خصوصیت کسی مذہب میں نہ پائی جاوے۔ وہ مذہب زندہ مذہب کہلانے کا مستحق نہیں۔ خواہ اس مذہب کے ہزارہا بزرگ صاحب کرامت و نشان گذرے ہیں۔ ان کی سب کرامتوں کو دلائل پارینہ سے زیادہ وقعت نہیں دی جا سکتی اور اس طرح تو ہر مذہب اپنے اسلاف کو آسمان پر چڑھاتا ہے۔ پھر صحیح اور زندہ مذہب کا معیار ہی کیا ہو سکتا ہے۔ اس سلسلہ میں عیسائی مشن کے ایک پُرجوش مبلغ ڈاکٹر جونز آف (Jones) سنتیا پور کے متعلق ایک لطیفہ یاد آگیا۔ آپ نے پچھلے دنوں راولپنڈی میں متعدد لیکچر دیئے۔ جن میں سے ایک کا عنوان How to find God تھا۔ آپ نے بخیال خود خدا کو پانے کے سارے ذرائع بتلائے۔ اور ایسا ہی ہر ایک مذہب کا مشنری اس عنوان کے ماتحت کرتا ہے۔ مگر سوال یہ ہے۔ کہ ان ذرائع سے جن کو وہ خدا تک پہنچنے کا رستہ بتلاتے ہیں۔ وہ خود یا اس کا کوئی ہمخیال زمانہ حال میں اس صفحۂ روزگار پر موجود ہو۔ جو اس بات کا دعویٰ یا دلائل پیش کرے۔ کہ میں نے ان ذرائع سے خدا کو پا لیا۔ اگر ایسا نہیں۔ اور یقیناً نہیں۔ تو معلوم ہوا کہ یہ سب باتیں بطور تھیوری کے پیش کر دی جاتی ہیں اور عمل سے ان کا بالکل تعلق نہیں۔ پس مذہب اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر یہ ایک زندہ نشان ہے۔ کہ اس کے پیروؤں کو یہ فخر حاصل ہے۔ کہ ان میں سے صدہا نے کلام الٰہی کا شیریں پھل کھایا۔ انہوں نے خدا کو دیکھا۔ اس کی آواز کو سنا۔ اور قرب الٰہی کی لذت سے مسرور ہوئے۔

حضرت مرزا غلام احمد صاحب رئیس قادیان علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ذات بابرکات اس اصول کے ماتحت اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر بطور دلیل پیش کی جا سکتی ہے۔ کیونکہ آپ نے نہ صرف خدا کو پانے کی صحیح راہ بتائی۔ اور نہ صرف خدا کو پانے کا دعویٰ کیا۔ بلکہ اس دعویٰ کو بدلائل قاطعہ و براہین ساطعہ پایۂ ثبوت تک پہنچا دیا۔ گویا اس طرح آپ نے اسلام کے زندہ مذہب ہونے پر اور بانیٔ اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کے صادق اور راستباز ہونے پر ایک مہر تصدیق ثبت کر دی۔ اور جب تک دنیا قائم ہے۔ کوئی نہیں، جو اس نشان کا مقابلہ کر سکے ؎

کوئی مذہب نہیں ایسا کہ نشاں دکھلائے
یہ ثمر باغِ محمدؐ سے ہی کھایا ہم نے

ان ہزارہا نشانات و معجزات کو تفصیلاً بیان کرنا جو حضرت مرزا غلام احمد صاحب مسیح موعود و مہدی معہود نے دکھلائے۔ کسی آئندہ صحبت پر ملتوی کرتے ہوئے میں اپنے مقصد کے اظہار کی طرف آتا ہوں ؎

بیان متذکرہ بالا سے اسلام اور حضرت بانیٔ اسلام کی صداقت بدیہی طور پر ثابت ہونے کے علاوہ حضرت مرزا صاحبؑ کی صداقت بھی اظہر من الشمس ہے۔ تاہم باوجود ان شواہد بینہ کے اگر کسی شخص کو حضرت مسیح موعود علیہا الصلوٰۃ والسلام کی صداقت پر اعتراض ہو یا آپ کے نشانات و معجزات سے منکر ہو۔ تو وہ آج بھی وہی نشانات آسمانی خلیفہ ثانی حضرت فضلِ عمر مرزا البشیر الدین محمود احمد ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کے دستِ مبارک پر دیکھ سکتا ہے۔ جو حسن و احسان میں مسیح موعود کا نظیر اور اور اسلام کا اولوالعزم اور جری پہلوان ہے۔ جس کے عہد سعادت میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام روز افزوں ترقی کر رہا ہے۔ اور ہر دن اسلام کی فتوحات کی تازہ خبریں لاتا ہے۔ اور وہ دن قریب آ رہا ہے۔ جب کہ اس وجود مبارک کے ہاتھ پر عظیم الشان فتوحاتِ اسلام کی ظاہر ہونگی۔ پس مبارک وہ جس نے اس علمبردار اسلام کی اطاعت و رفاقت پائی۔

اس موقعہ پر ان لوگوں کو جو حضرت مسیح موعود کی صداقت پر ایمان رکھتے ہیں۔ مگر آپ کے اہل بیت سے بغض ان کے دلوں میں ہے مخاطب کرتے ہوئے کہتا ہوں۔ کہ آپ سوچیں اور سمجھیں۔ اور اس نعمت غیر مترقبہ سے محروم نہ ہوں۔ جس کے متعلق مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا الہام ہے۔

کان اللہ نزل من السماء

گویا خدا خود آسمان سے نازل ہوگا۔ وما علینا الا البلاغ المبین ؎

(ملک زراولپنڈی)

میرے محترم۔ کیا آپ اتنا بھی گوارا نہیں کرتے۔ کہ اپنے خادم سلسلہ فاروق کیواسطے سال بھر میں کم از کم ایک خریدار عطا کریں؟ (مینیجر فاروق)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

پیغامی مشن

کھلی چٹھی

بخدمت مولوی محمد علی صاحب پریذیڈنٹ انجمن اشاعت اسلام لاہور۔

السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہٗ

میں آپ سے ایک استفسار کرنا چاہتا ہوں۔ براہ کرم جواب سے مطلع فرماویں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا دعویٰ تھا۔ کہ آپ اسلام کی صداقت کو دنیا میں ظاہر و باہر کرنے کے لئے کھڑے کئے گئے ہیں۔ چنانچہ وہ ہزارہا نشانات سماوی جو ان کے ہاتھ پر ظاہر ہوئے۔ وہ اس مقصد کو پورا کرتے ہیں۔ اب سوال یہ ہے۔ کہ اگر آں مخالفین اسلام ہم سے مطالبہ کریں کہ ہمیں کوئی ایسا نشان آسمانی دکھاؤ۔ جیسا کہ حضرت مرزا صاحبؑ کے متعلق بیان کیا جاتا ہے۔ کہ انہوں نے دکھلائے یا دکھلانے کے مدعی تھے۔ یا مثلاً غیر احمدیوں کی طرف سے سوال ہو۔ کہ میرزا صاحبؑ کے جو نشانات و معجزات بتلائے جاتے ہیں۔ کیا اب ان کے پیروؤں میں سے کوئی ہیں ایسا نشان دکھلا سکتا ہے۔ کیونکہ حضرت مرزا صاحبؑ کا دعویٰ تھا۔ کہ درخت اپنے پھل سے پہچانا جاتا ہے۔ اور اس اصل کے ماتحت انہوں نے اپنے نشانات و معجزات کو حضرت رسول کریم صلعم کی کامل اطاعت کا اثر بتایا۔ اور اس طرح سے گویا آنحضرت صلعم کی صداقت پیش کی۔ سو بعینہٖ اس طرح آج حضرت مرزا صاحبؑ کے متبعین سے سوال ہوتا ہے۔ کہ جن انوار و برکات و خزائن سماوی کی تقسیم کا حضرت مرزا صاحبؑ کو دعویٰ تھا۔ جماعت احمدیہ میں سے کوئی ایک فرد بھی ہمیں ان ہزارہا نشانات میں سے کچھ دکھلائے۔ تب ہم آپؑ کے صادق و رستباز ہونے پر ایمان لائیں گے۔ جماعت احمدیہ میں ایسا کون شخص ہے۔ جو حضرت مرزا صاحبؑ کی طرح آج بھی ببانگ بلند کہتا ہو۔

کرامت گرچہ بے نام و نشاں است
بیا بنگر ز غلمان محمدؐ است

پس مولوی صاحب آپ فرماویں۔ کیا آپ میں یہ تاب و توان ہے۔ کہ آپ دشمنانِ اسلام یا مخالفین سلسلہ احمدیہ کا یہ مطالبہ پورا کر سکیں۔ جہاں تک ہمیں علم ہے۔ آپ نے کبھی تحریراً یا تقریراً اس قسم کا کوئی دعویٰ نہیں کیا۔ حالانکہ آپ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانشین ہونے کے مدعی ہیں۔ برخلاف اس کے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لختِ جگر حضرت محمود ایدہ اللہ بنصرہ العزیز جو آپ کے خیال میں نہ صرف خود گمراہ ہیں۔ بلکہ حضرت مسیح موعودؑ کی ۹۹/۱۰۰ جماعت کو گمراہی کی طرف رہنمائی کر رہے ہیں ان کا ایسا دعویٰ تحریراً اور تقریراً ہم نے کئی بار پڑھا اور سنا ہے۔ مثال کے طور پر ملاحظہ ہو۔

"اے شہزادۂ ویلز! زندہ مذہب اپنی زندگی کے آثار رکھتا ہے۔ اور اسلام کی زندگی کے اثر کو ہم اپنے نفس کے اندر محسوس کرتے ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے۔ کہ تمام نشانات اور تمام قبولیتیں مسیح موعود کے ساتھ ختم ہو گئیں۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو ہم اسلام کو بھی مردہ مذہب سمجھتے ہیں۔ ہم یقین رکھتے ہیں۔ کہ اسلام کی برکات ہمیشہ کے لئے جاری ہیں۔ اور ہم وثوق سے کہہ سکتے ہیں کہ اگر اب بھی مسیحی دنیا اسلام اور مسیحیت کا اثر دیکھنے کے لئے تیار ہو۔ تو اللہ تعالےٰ اچھے درخت میں اچھے پھل لگا کر دکھا دیگا۔ اور جو اس کا پیارا بیٹا ہے۔ اسے مچھلی کی جگہ سانپ نہیں دیگا۔ نہ روٹی کی جگہ پتھر۔ بلکہ اس کے لئے کھولے گا۔ اور اس کی دعا کو سنے گا۔ پس اے ہمارے واجب التعظیم بادشاہ کے واجب التعظیم ولیعہد! اگر آپ باوجود ان نشانات اور صداقتوں کے جو اوپر مذکور ہوئیں ابھی یہ خیال کریں۔ کہ خدا کے تعلق اور محبت کے معلوم کرنے کے لئے اس وقت بھی کسی نشان کی ضرورت ہے۔ تو ہم آپ کی خدمت میں درخواست کرتے ہیں۔ کہ آپ اپنے رسوخ سے کام لے کر پادریوں کو تیار کریں۔ جو اپنے مذہب کی سچائی کے اظہار کے لئے بعض مشکل امور کے لئے دعا مانگیں اور بعض ویسے ہی مشکل امور کے لئے جماعت احمدیہ بھی اللہ تعالےٰ کے حضور التجا کرے۔ مثلاً سخت مریضوں کی شفا کے لئے جن کو بذریعہ قرعہ اندازی کے آپس میں تقسیم کر لیا جائے۔ پھر آپ دیکھیں۔ کہ اللہ تعالےٰ کس کی سنتا ہے۔ اور کس کے منہ پر دروازہ بند کر دیتا ہے؟ اور اگر وہ ایسا نہ کر سکیں۔ اور ہرگز نہ کریں گے۔ کیونکہ ان کے دل محسوس کرتے ہیں۔ کہ خدا کی برکتیں ان سے چھین لی گئی ہیں۔ تو پھر اے شہزادہ! آپ سمجھ لیں۔ کہ خدا نے مسیحیت کو چھوڑ دیا ہے اور اسلام کے ساتھ اپنی رحمتیں مخصوص کر دی ہیں۔" (تحفہ شہزادہ ویلز)

حوالہ مندرجہ بالا سے ظاہر ہوتا ہے۔ کہ جو خصوصیت حضرت مسیح موعودؑ کے حقیقی جانشین میں ہونی چاہیئے تھی۔ وہ حضرت محمود خلیفہ ثانی میں موجود ہے۔ مگر آپ باوجود حقیقی جانشین کے مدعی ہونے کے اس خصوصیت سے عاری ہیں۔ ہاں اگر ہمیں کوئی غلط فہمی ہوئی ہو۔ تو آپ براہ کرم اس کا ازالہ کریں۔ ورنہ خدا کے لئے دنیا کو گمراہ کرنے سے باز آئیں۔ والسلام۔

راقم عاجز ملک عزیز احمد عفی عنہ

ازہاق باطل

اس لاجواب رسالہ میں مولوی محمد علی صاحب امیر پیغام کے عقائد باطلہ جدیدہ کا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے قدموں میں رہتے تھے۔ اس وقت وہ کچھ اور تھے۔ اور آج پیغامی گڑھے میں پڑ کر کچھ اور بن گئے ہیں۔ ایک رسالہ کے واسطے ۳ر کے ٹکٹ ڈاک بھیجے جائیں ۶ رسالوں سے کم کا وی پی نہ ہوگا۔ جو دوست ایک رسالہ وی پی منگانے ہیں۔ ان کو سات آنہ خرچ کرنے پڑینگے۔ اور ۶ رسالہ منگانے پر صرف ۸ر دی جائے گی۔ (منیجر فاروق قادیان)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

لامذہبیت کے خوفناک تاثرات

(۱)

اس امر میں ذرا بھر بھی شبہ کی گنجائش نہیں۔ کہ دنیا میں جس قدر بھی با اخلاق انسان پیدا ہوئے ہیں یا ہیں یا آئندہ ہونگے۔ وہ صرف مذہب ہی کے بدولت عالم وجود میں آئے۔ اور جس قدر بھی اخلاقی کمزوریاں مذہبی انسانوں سے ظاہر ہوئیں یا ہونگی۔ ان کی محض یہ وجہ ہے۔ کہ انہوں نے مذہب سے منہ پھیرا۔ نہ یہ کہ وہ مذہبی انسان ہیں۔ اور اس میں بھی کوئی شبہ نہیں۔ کہ تمدنی ترقی حقیقی سکھ اور آرام محض اسی کی بدولت حاصل ہو سکتا ہے۔ اور یہ کہنا کہ مذہب انسانی ترقی میں روک ہے۔ میرے خیال میں یہ نظریہ ہر دور اندیش انسان کے نزدیک خلاف واقع ہے۔ آج اگر دنیا میں مذہب نہ ہوتا۔ تو اس لامذہبی کے زمانہ میں ہماری تکالیف و مصائب کا اس سے کئی گنا اضافہ دکھائی دیتا۔ جس کو آج ہم دیکھ رہے ہیں۔ اگر مذہب ترقی کے راستہ میں روک ہوتا۔ تو عرب کے صحراؤں سے یہ صدا نہ آتی۔ کہ مذہب کی بدولت بدترین درجہ کے وحشی و غیر مہذب دنیائے عالم کے راہنما اور حکمران بنائے گئے۔ اور نہ بیت المقدس کی وادیوں میں یہ آوازیں گونجتی۔ کہ قبطیوں سے داؤد و سلیمان علیہما السلام جیسے اولو العزم وجود محض مذہب کی بدولت پیدا ہوئے۔ اور نہ ہی ناصرہ جیسا گمنام گاؤں ہمارے سامنے یہ منظر لاتا۔ کہ وہ انسان جس کو اس کے مخالفوں نے اپنے ہاتھوں پکڑ کر صلیب پر کھینچا۔ اور اس کے کوڑے مارے گئے۔ اور اس کے منہ پر تھوکا گیا۔ آج اس کے ماننے والوں کی حکومت پر سے سورج کبھی غروب نہیں ہوتا۔ لیکن یورپ کی موجودہ لامذہبی اور دنیوی ترقی کو بعض کوتاہ بین دیکھ کر یہ سمجھنے لگ گئے ہیں۔ کہ حقیقتاً ترقی لامذہبی پر ہی موقوف ہے۔ حالانکہ اس کے یہ وجوہ ہرگز نہیں۔ بلکہ یہ ترقی محض مذہب کی بنا کردہ اصول کی بنا پر ہے۔ گو وہ اصول محض اسلام کے ہیں۔ مگر بہر حال ہیں مذہبی اصول۔

میں اس وقت آپ کے سامنے وہ حالات رکھنا چاہتا ہوں۔ جن میں سے آج کل یورپ و امریکہ گذر رہا ہے۔ اس سے آپ اندازہ لگا سکتے ہیں کہ باوجود اتنی دنیوی ترقی کے پھر مذہب کے فقدان سے کس قدر خوفناک حالات یورپ و امریکہ کے ہو رہے ہیں۔ اور باوجود مال و دولت کے پھر وہ کس طرح حقیقی راحت و آرام سے محروم ہیں۔ میرے ایک بھائی جنہیں بچپن سے یورپ و امریکہ کی سیاحت کا از حد شوق تھا۔ وہ انٹرنس کا امتحان پاس کرنے کے بعد یورپ گئے۔ آپ نے اپنے تجربہ کی بنا پر کچھ حالات لکھے ہیں۔ آپ ان سے اندازہ لگا سکتے ہیں۔ کہ آج کل یورپ کی کیا حالت ہے۔ آپ لکھتے ہیں:۔

"مولانا جسم یہاں ہے اور روح ہندوستان میں خوش قسمت ہیں وہ لوگ جو مشرق کے باغوں اور میدانوں میں بستے ہیں۔ یورپ و امریکہ ایک ماتم خانہ ہے۔ اور خدا کی قسم یہاں کے لوگوں میں خوشی نام کو نہیں۔ حیا ایک بے معنی لفظ جو دو صدیاں پہلے استعمال ہو سکتا تھا۔ لیکن اب نہیں نہ ماں بیٹے کی ہے۔ نہ بیٹا ماں کا۔ بھائی بھائی نہیں۔ دوست دوست نہیں۔ اقبال کا ایک شعر ہے ؎

یورپ کی تہذیب اک دن اپنے خنجر سے خودکشی کریگی
شاخ نازک پہ جو آشیاں بنے گا ناپائیدار ہوگا

یورپ خودکشی مدت سے کر چکا ہے۔ اقبال کے لکھنے سے پہلے ہی یہ ماتم خانہ حشر کا شور مچا رہا تھا۔"

ان حالات پر نظر کرتے ہوئے اگر وہ لوگ جو اس امر کے حامی ہیں۔ کہ مذہب کی اب کوئی ضرورت نہیں۔ ہندوستان کو بھی "ماتم خانہ" بنانا چاہتے ہیں۔ تو ان کی مرضی ورنہ دانا وہ ہے۔ جو دوسروں سے عبرت حاصل کرے۔ والسلام۔

خاکسار۔ عبدالاحد مولوی فاضل مدرس مدرسہ احمدیہ۔ قادیان۔

(فاروق کے لئے آپ ایک خریدار دیں۔ مینجر)

دیانندی مشن

تناسخ کی تصدیق

وید اور سوامی دیانند کی تکذیب

(۲)

اگر کوئی شخص دعوے کرے۔ کہ اس کے گھر میں موتی جواہرات۔ اشرفیاں۔ یاقوت اور زمرد پڑے ہیں۔ وہ ایک ہفت اقلیم کا خزانہ اپنے پاس رکھتا ہے۔ ایک امیر متمول انسان ہے۔ لیکن جب ایک وقت آئے اور ضرورت پڑنے پر اپنے گھر سے ایک دمڑی بھی نہ نکال سکے۔ بلکہ واقعات پیش آمدہ ثابت کر دیں۔ کہ وہ مفلس نادار اور مقروض ہے۔ تو تمام انسان اس کے پہلے بیان کو ایک لن ترانی۔ شیخی اور بیہودہ گوئی سمجھیں گے۔ جس سے اس شخص کا جھوٹا اور شیخی باز ہونا یقین کر کے آئندہ اس کے قول و فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھا جائے گا۔ اور اسے ایک دروغ گو سمجھ کر اس سے وہی سلوک کیا جائیگا۔ جو کہ ایک جھوٹے اور لاف و گزاف مارنے والے کے ساتھ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ واقعات پیش آمدہ حاضرہ نے وید اور سوامی دیانند کی بھی یہی پوزیشن بنا دی۔ سوامی جی نے بہت لن ترانیاں ہانکیں۔ آپ نے بڑھ چڑھ کر دعاوی کئے۔ کہ وید سب دیاؤں کا بھنڈار یعنے تمام علوم صحیحہ اور حقائق ثابتہ کا خزانہ ہے۔ موجودہ عالم الیشور کا ایک فعل ہے۔ اور وید جو کہ فعل کے عین مطابق ہے۔ الیشور کا قول ہے۔ لیکن آج واقعات نے سوامی دیانند کے ان تمام دعووں کو پادر ہوا کر دیا۔ آپ کی وید بھگوان کے بیان کردہ علوم کے سہارے بگھاری ہوئی تمام شیخیاں آپ کو شرمندہ اور دنیا میں ذلیل کرنے کا باعث ثابت ہوئیں۔ کاش آپ وید کے سہارے بعض امور کو نہ دنیا کے سامنے بیان کرتے اور نہ ہی دعویٰ کرتے۔ اور نہ ہی آج واقعات کے ہاتھوں جھوٹے اور غلط گو ثابت ہوتے۔ افسوس بیشتر اس کے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ کوئی ایسا واقعہ بیان کیا جائے۔ جو سوامی جی اور وید کو جھوٹا ثابت کرتا ہے۔ پہلے سوامی جی کا ایک بیان درج کرنا ضروری سمجھتا ہوں۔

سوامی دیانند کا بیان بر بنائے وید

(ستیارتھ پرکاش باب ۹ دفعہ ۳۰ ص ۳۲۹)

"سوال۔ جنم ایک ہے یا بہت سے؟

جواب۔ بہت سے۔

سوال:۔ اگر بہت ہیں۔ تو پہلے جنم اور موت کی باتیں کیوں یاد نہیں؟

جواب:۔ جیو محدود العلم ہے۔ ہر سہ زمانہ کو مشاہدہ میں لانے والا نہیں۔ اس لئے یاد نہیں رہتا۔ اور جس من کے ذریعہ علم حاصل ہوتا ہے۔ وہ بھی ایک وقت میں دو علم حاصل نہیں کر سکتا۔

فٹ نوٹ:۔ جیسے انسان کا من اس جنم کی کیفیتوں میں ہمہ تن محو اور مستغرق ہو جانے پر پچھلے جنم کی باتوں کو یاد نہیں رکھ سکتا۔ بھلا پہلے جنم کی بات تو دور رہنے دیجئے۔ اس جنم میں جب جیو حمل میں تھا۔ جہاں جسم تیار ہوا۔ اور پھر متولد ہوا۔ نیز پانچ سال کی عمر سے پہلے جو جو باتیں ہوئی ہیں۔ ان کو کیوں یاد نہیں کر سکتا۔ علی ہذا القیاس بحالت بیداری یا خواب بہت سا کاروبار بدیہی طور پر کرکے "سشپتی" یعنی گہری نیند کی حالت میں اس عالم بیداری وغیرہ کے کاروبار کو یاد کیوں نہیں کر سکتا۔ اور تم سے کوئی پوچھے۔ کہ بارہ برس سے پہلے تیرھویں برس کے پانچویں مہینے کے نویں دن دس بجے پر پہلے منٹ میں تم نے کیا کیا تھا۔ تمہارا منہ۔ ہاتھ۔ کان۔ آنکھ۔ جسم کس طرف اور کس قسم کا تھا۔ اور من میں کیا سوچ تھی۔ جب اس جسم میں یہ حال ہے۔ تو پچھلے جنم کے یاد رہنے کے متعلق شکوک پیدا کرنا محض لڑکپن کی بات ہے۔

(۳۲۹) بلکہ یاد نہ رہنے کی وجہ سے جیو سکھی ہے نہیں تو سارے جنموں کے دکھوں کو دیکھ دیکھ کر مرجانا نیز کوئی شخص پچھلے اور اگلے جنم کے حالات کو جاننا چاہے۔ تو جان بھی نہیں سکتا۔ کیونکہ جیو کا علم اور وجود محدود ہے۔ یہ بات ایشور کے جاننے کی ہے نہ کہ جیو کی۔" (ستیارتھ پرکاش)

مندرجہ بالا بیان سوامی دیانند نے جسے کہ اس زمانہ کے بعض لوگوں نے مہرشی کا خطاب دے رکھا ہے۔ ویدوں کے حقایق کو مدنظر رکھ کر لکھا ہے

خلاصہ بیان یہ ہے۔ کہ باوجود یکہ (روح) بار بار کئی جنم لیتا ہے۔ لیکن اس کا علم اور وجود چونکہ محدود ہے۔ اس لئے پچھلے جنم کی باتیں اسے یاد نہیں رہ سکتیں اگر کوئی یاد کرنا چاہے۔ تو بھی یاد نہیں کر سکتا۔ یہ سب کچھ صرف ایشور ہی جان سکتا ہے۔

ناظرین یہ ہے وہ بیان جو سوامی دیانند نے دیا۔ لیکن اب اسے واقعات کی روشنی میں دیکھنا چاہیئے۔ کہ وید اور سوامی دیانند کے بیان کی جسے ایشوری قول لکھ کر پیش کیا جاتا ہے۔ واقعات نے کس طرح دھجیاں بکھیر دی ہیں۔ چونکہ یہ واقعات آریوں نے بطور ثبوت تناسخ پیش کئے ہیں۔ جن کے متعلق ہماری خواہ کچھ ہی رائے ہو۔ مگر آریوں پر حجت ہیں۔ ہم نہ تناسخ کے قائل نہ ان واقعات کے مصدق۔ مگر آریوں کو تسلیم ہیں۔ اس لئے ان پر یہ ہر طرح سے حجت ہیں۔

دیانند جی کی تکذیب وید و ویدوکی تردید

واقعہ اوّل

ایک دفعہ جب کہ میں آریہ سندر امرت سر میں تناسخ پر مباحثہ کر رہا تھا۔ تو پنڈت دینا ناتھ آریہ مناظر نے میرے سامنے حاضرین جلسہ کے روبرو بیان کیا۔ کہ ایک پانچ سال کا لڑکا گذشتہ جنم کی تمام باتیں بیان کرتا ہے۔ اور اخبارات میں شائع ہو چکی ہیں۔

واقعہ دوم

ایک آٹھ سال کا لڑکا ماسٹر موہن نامی جو کہ علم موسیقی میں ہندوؤں کی طرف سے ایک ماہر کی حیثیت میں پیش کیا جاتا ہے۔ اس کے متعلق بھی آریہ سماجی اخبارات نے شور مچایا تھا۔ کہ یہ علم موسیقی کی واقفیت اور مہارت اسے پچھلے جنم کی حاصل شدہ ہے۔ ورنہ اس بچپن کی عمر میں اس جنم میں یہ کسی طرح بھی حاصل نہیں ہو سکتی تھی۔

واقعہ سوم

اخبار تادیانہ بابت ماہ فروری میں ایک آریہ اخبار سے اقتباس یوں لیا گیا ہے۔

"کہ ایک لڑکا جس کی عمر تین سال کی ہے۔ وہ موجودہ والدین کے گھر سے باہر سڑک پر چلا جاتا ہے۔ جب گھر والے اسے واپس لاتے ہیں۔ تو وہ کہتا ہے۔ اور ایک گاؤں کا نام لے کر بتاتا ہے کہ میں پچھلے جنم میں اس جگہ کا بیٹا ہوں۔ میری بیوی اور بچے وہاں ہیں۔ اور مجھے مرے ہوئے صرف چار برس ہوئے ہیں۔ اور اپنے مکان میں میں نے ایک خزانہ بھی گاڑا تھا۔ چنانچہ یہ بات شہرت پاکر اس کے بیان کردہ گاؤں تک پہنچی۔ تو اس کی بیوی اور بچے (اس بچے اور سابقہ اُن کے باپ اور اُن کی ماں کے خاوند کو) سب خاندان دیکھنے کے لئے آیا۔ جب وہ خاندان اس کے سامنے آیا تو اُس نے جھٹ اپنی بیوی اور بچوں کو پہچان لیا۔ اور وہ ایک دوسرے سے بغلگیر ہو گئے اپنی چار سالہ جدائی پر پھوٹ پھوٹ کر آنسو بہائے چنانچہ اس نے جو خزانہ کا پتہ دیا۔ وہ بھی ثابت ہو گیا۔"

ناظرین یہ ایک تازہ بہ تازہ نو بہ نو واقعہ ہے جو ابھی گرما گرم بلکہ جوش صداقت سے اُبلتا ہوا جس کے ہزاروں آدمی مصدق اور گواہ بتائے جاتے ہیں جس کو اخبارات میں آریہ صاحبان نے خود شائع کیا۔ اسے پڑھکر ہزاروں آریہ مہاشے بغلیں بجا رہے ہیں۔ گویا ہر پہلو سے یہ واقعہ آریہ مہاشوں کے نزدیک صحیح اور درست ثابت شدہ ہے۔

پس اب ناظرین وید اور سوامی دیانند مہاراج کے سابقہ بیان کی طرف توجہ فرمائیں۔ جس میں انہوں نے لکھا ہے:۔

"کہ جیو محدود العلم اور محدود الوجود ہے۔ اسلئے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

باوجود یاد کرنے کی کوشش کرنے کے بھی سابقہ جنم کی باتیں یاد نہیں کر سکتا۔ یہ اصولی بات ہے۔ ہاں ایشور جیو کے گذشتہ اعمال کے متعلق سب واقعات جان سکتا ہے۔ کیونکہ وہ لامحدود علم والا ہے۔"

لیکن واقعات ثابتہ نے یہ ظاہر کر دیا۔ کہ کئی ایک لڑکے ایسے پیدا ہوئے ہیں۔ جنہوں نے گذشتہ جنم کے تمام حالات اور واقعات کو بیان کیا جو کہ آریوں کے تحقیق کرنے پر صحیح ثابت ہوئے۔ پس سوامی دیانند اور وید کا بیان کہ "گذشتہ واقعات یاد نہیں رہ سکتے" بالکل غلط اور جھوٹ ثابت ہوا۔ اب آریہ مہاشوں سے ہماری گذارش ہے۔ کہ وہ کر پا کر کے اپنی کلپنا اور مکتی کے لئے ایسے مہرشی اور وید کو اب تلانجلی دے دیں جسے ایشور مہاراج اپنے فعل اور پیدا کردہ تازہ بتازہ واقعات سے آئے دن جھوٹا ثابت کر رہے ہیں۔ کیونکہ ایسا انسان اور ایسی کتاب جس کی ایشور مہاراج واقعات ثابتہ سے تکذیب کر دکھائیں۔ کسی دانا کے نزدیک قابل تقلید اور موکش دلانے کا ذریعہ نہیں ہو سکتی۔ کیونکہ جس ایشور نے نجات دینی ہے۔ وہ تو ایسے انسان اور ایسی کتاب کو واقعات پیدا کر کے غلط اور جھوٹا ثابت کرنے پر تلا ہوا ہے۔ گویا وہ ہر طرح اُن کو دنیا میں جھوٹا اور ذلیل کر رہا ہے۔ لہذا اب ان دونوں کو چھوڑ دینا چاہیئے۔ کسی اور دھرم اور پستک کی طرف توجہ کرنی چاہیئے۔ جو ایشور کو منظور نظر ہو۔ اور اُس کی شرن میں آنے سے نجات حاصل ہو سکے ؛

آپ کا شبھ چنتک

ڈاکٹر عبدالرحمن۔ ایل۔ ایم۔ پی۔ ایل سی۔ پی۔ ایس۔ سوگا۔

ردّ تناسخ حضرت علامہ نورالدین اعظم خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ کا تصنیف کردہ رسالہ تردید تناسخ میں جواب ہے۔ جس میں بدلائل عقلی و مشاہدات ذاتی تناسخ کی تردید کر کے ثابت کر دیا کہ عقیدہ تناسخ بالکل بیہودہ خیال اور بے دلیل ہے۔ چند نسخے اسکے باقی ہیں۔ صرف ساڑھے تین آنہ کے ٹکٹ ڈاک بھیجکر دفتر فاروق سے ایک نسخہ منگالیں۔ (مینجر فاروق)

غیر احمدی مشن

مولوی محمد ابراہیم صاحب بیالکوٹی

توجہ فرمائیں

(۱)

مولوی صاحب نے ایک مضمون انقلاب مورخہ ۸ فروری ۱۹۳۳ء میں رقم فرمایا ہے۔ آپ نے بعض مفسرین کی غلط تفسیر کی تردید کرتے ہوئے حضرت محمد رسول اللہ صلے اللہ علیہ وسلم کی زندگی کو پاکیزہ ثابت کیا ہے۔

آیت زیر بحث لیغفر لک اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر ہے۔ بعض مفسرین نے اس کے یہ معنے کئے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے اے محمدؐ تیرے اگلے اور پچھلے گناہ معاف کر دیئے ہیں۔ ان معنوں کی رُو سے نبی کریم کا گنہگار ہونا۔ اور پھر آپ کے گناہوں کا بخشا جانا پایا جاتا ہے۔ بعض مفسرین نے ما تقدم سے مراد وہ گناہ لئے ہیں۔ جو دعوئی نبوت سے پہلے نعوذ باللہ آنحضرت صلعم سے سرزد ہوئے۔ مولوی صاحب مذکور ان معنوں کو غلط قرار دیتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ یہاں پہلے یا پچھلے گناہوں کا ذکر نہیں۔ بلکہ ان امور کا ذکر ہے۔ جن کو نبی کریم صلعم نے اپنے اجتہاد سے مقدم مؤخر کیا۔ اور ذنب اس لئے کہا گیا۔ کہ مفردات راغب میں ذنب سے مراد ایسا کام بھی ہے۔ جس کا انجام ناگوار ہو۔ آپ کے تمام استدلال کا نتیجہ یہ ہے کہ نبی کریم صلعم نے دعوئی نبوت سے قبل اور بعد بھی کبھی کوئی گناہ نہیں کیا۔ اس کے آپ نے کئی وجوہات لکھے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں۔

"اس قول میں ما تقدم کے متعلق جو کہا گیا۔ کہ اس سے امور قبل از نبوت مراد ہیں۔ یہ درست نہیں۔ کیونکہ آنحضرت صلے اللہ علیہ وسلم کی قبل از نبوت زندگی کو قرآن شریف نے ثبوت نبوت میں پیش کیا ہے۔ اگر نبی سے قبل از نبوت گناہ سرزد ہو۔ تو اس کی وہ نبوت کی دلیل کیسے ہو سکتی ہے۔ چنانچہ سورہ یوسف میں فرمایا۔ فقد لبثت فیکم عمرا من قبلہ افلا تعقلون۔ یعنے اُن سے کہو۔ کہ میں اس سے پیشتر تمہارے درمیان بہت سی عمر بسر کر چکا ہوں۔ تو کیا تم عقل نہیں کرتے۔ اس آیت میں آنحضرت صلعم کے دعوئی نبوت کو جانچنے کے لئے آپ کی قبل از نبوت زندگی پر نظر کرنے کا حکم ہوا ہے۔ علاوہ ازیں آپ کے باقی مضمون کا ماحصل یہ ہے۔ کہ نبی کریم صلعم کی قبل از نبوت زندگی پاکیزہ تھی۔ اور یہ بطور دلیل دعوئی نبوت میں اللہ تعالےٰ نے پیش کی۔

میں نہایت ادب سے مولوی صاحب موصوف کی توجہ اس امر کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں۔ کہ اس زمانہ میں ایک شخص نے نبی و رسول ہونے کا دعوئی کیا۔ اور اپنے دعوئی کی دلیل میں اپنی سابقہ زندگی کو پیش کیا۔ اگر واقعی مندرجہ بالا دلیل کے درست ہونے پر آپ کا ایمان ہے۔ اور سچے اور جھوٹے مدعی نبوت کے درمیان فیصلہ کُن ہے۔ تو اس زمانہ کے مدعی نبوت نے بھی اس دلیل کو اپنے دعوئی کے صدق و کذب جانچنے کے لئے بطور معیار پیش کیا ہے۔ آپ کو چاہیئے کہ اس معیار کے مطابق اُن کے دعوئی کو جانچیں ؛

ایک عذر شاید آپ یہ عذر کریں۔ کہ میں ان کے حالات زندگی سے کیونکر واقفیت حاصل کروں آپ کی اس تکلیف کو میں دُور کر کے آسانی پیدا کر دیتا ہوں۔ کہ مدعی نبوت کی زندگی کے متعلق میں ایک ایسے شخص کے معلومات اور خیالات آپ کے سامنے رکھتا ہوں جو کہ مدعی نبوت کا بچپن کا دوست اور رازداں تھا۔ جو کہ دعوئی نبوت تک سے پیشتر کی زندگی کے حالات جاننے کا دعوئی کرتا ہوا بیان کرتا ہے۔ کہ:۔

"یہ مصنف براہین احمدیہ کو ہم بچپن سے جانتے ہیں آپ نیک۔ پاک۔ راستباز ہیں۔ آپ کی زندگی ایک صادق کی زندگی ہے۔ آپ نے اسلام کی مالی۔ قولی و حالی۔ فعلی ہر طرح سے خدمت کی ہے۔ جس کی نظیر چودہ سو سال کے عرصہ میں نہیں ملتی"

(ملاحظہ ہو اشاعت السنہ مصنفہ مولوی محمد حسین بٹالوی)

علاوہ ازیں خاکسار سے ایک آریہ نے بیان کیا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ اس نے قادیان کے آریوں سے متذکرہ بالا مدعی نبوت کے حالات دریافت کئے۔ تو انہوں نے اس سے بیان کیا۔ کہ وہ ایک فقیر اور عابد تھا۔ ہم نے اسے بارہا دیکھا۔ کہ وہ رات کو مسجد کے صحن کے اندر سجدہ میں پڑا رو رہا ہے۔ وہ ایک درویش شخص تھا۔ راقم الحروف نے خود گرد و نواح کے سکھوں اور ہندوؤں سے مدعی نبوت کی زندگی کے حالات دریافت کئے۔ تو انہوں نے بیان کیا۔ کہ وہ ایک بھگت اور دیوتا تھا"

پس اگر قبل از دعوی نبوت نبی کی زندگی کا پاک ہونا دلیل نبوت ہو سکتا ہے۔ اور یہ اس کے صادق ہونے کی ایک دلیل ہے۔ تو میں نے اوپر دو تین شہادتیں پیش کر دی ہیں۔ جو کہ یہ ظاہر کرتی ہیں۔ کہ مدعی نبوت کی دعوی نبوت سے قبل کی زندگی۔ ہر قسم کی آلائشوں سے پاک۔ صغیرہ و کبیرہ گناہوں سے منزہ۔ بلکہ ایک پاکیزہ اور راستباز۔ صادق کی زندگی تھی پس اگر مندرجہ بالا دلیل سن کر جو کہ قرآن شریف کو بھی مانتا ہو۔ مدعی نبوت پر ایمان لا سکتا ہے۔ اور اسے لانا چاہیئے۔ ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہوگا۔ تو آپ کو جو کہ اس بات کے مدعی ہیں۔ کہ قرآن شریف پر آپ کا ایمان ہے۔ اس دلیل کو صحیح تسلیم کرتے ہوئے۔ اور دلیل کے مطابق ثبوت دیکھکر جو کہ پیش کر دیا گیا ہے۔ اس زمانہ کے نبی و رسول میرزا غلام احمد قادیانی پر ایمان لانا چاہیئے۔ کہ وہ اپنی دعوی میں خدائی معیار کے مطابق راستباز اور صادق تھے۔ کیونکہ ایک مومن کا کام ہے۔ کہ ؎

جب کھل چکی سچائی تو اس کو مان لینا
نیکوں کی ہے یہ خصلت راہ ہدیٰ یہی ہے

مجھے امید ہے۔ کہ مولوی صاحب مذکور و دیگر حق پسند جو کہ قرآن شریف کو اپنا راہبر مانتے ہیں۔ وہ قرآن شریف کے تصدیق کردہ راستباز پر ایمان لاکر اپنی عاقبت کو سنوارنے کی کوشش کرینگے۔

من از ہمدردیت گفتم تو خود ہم فکر کن یارے
خود از بہر ایں راہ است اے دانا و ہشیارے

امید ہے۔ کہ آپ میرے ان ہمدردانہ جذبات اور خیالات سے بواثر قبول کرینگے۔ اس سے مجھے مطلع فرماوینگے۔

نیازمند۔ (ڈاکٹر) عبدالرحمن آف بوگا۔ ایل۔ ایم۔ پی۔ اینڈ ایم۔

عیسائی مشن

خدا کے پاک نبیوں پر بائیبل کے ناروا الزامات

(۱)

انبیاء علیہم السلام چونکہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے دنیا کی ہدایت کے لئے مبعوث کئے جاتے ہیں اس لئے اسلامی تعلیم کے ماتحت وہ ہر قسم کے گناہوں اور ناروا افعال سے بکلی پاک ہیں۔ تا وہ لوگوں کے سامنے اپنا کامل نمونہ پیش کر سکیں۔ اور تا وہ مخلوق کو راہ راست پر لانے میں کوئی کوتاہی نہ دکھائیں۔ وہ ایسے پاک وجود ہوتے ہیں۔ کہ ان کی تمام حرکات و سکنات محض اللہ تعالےٰ کی رضا و خوشنودی کے حصول کے لئے ہوتی ہیں۔ اور ان صلوٰتی و نسکی و محیای و مماتی للہ رب العالمین۔ ان کا دائمی طریق عمل ہوتا ہے ان کا بولنا خدا کا بولنا۔ اور ان کا پھینکنا خدا کا پھینکنا ہوتا ہے۔ وما ینطق عن الھوی ان ھو الا وحی یوحیٰ۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ۔ اُن سے محبت کرنا اللہ تعالےٰ کی محبت کو جذب کرتا ہے۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اُن کو ایذا دینا اللہ تعالےٰ کے غضب کو بھڑکاتا ہے۔ ان الذین یؤذون اللہ و رسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والآخرۃ و اعد لھم عذابا مھینا۔ ان کے احکام کی بجا آوری ہر مومن کے لئے فرض ہوتی ہے۔ فلیحذر الذین یخالفون عن امرہ ان تصیبھم فتنۃ او یصیبھم عذاب الیم غرض وہ مجسم خدا کا نور اور اس کی صفات اور جلال کے کامل مظہر ہوتے ہیں۔ اور بدیوں اور ناپاکیوں کی اُن سے نسبت کرنا بھی ایک ظلم عظیم ہے۔ کجا یہ کہ وہ خود کسی ایسے ناجائز افعال کے مرتکب ہوں۔ مگر افسوس موجودہ بائیبل میں منجملہ دیگر عظیم الشان نقائص کے ایک خطرناک نقص یہ بھی ہے۔ کہ اُس نے ان پاکیزہ نفوس کو بھی برائیوں سے متہم کر دیا۔ اور ان کی طرف ایسے قبیح افعال کو منسوب کیا۔ جن کو ایک معمولی عقل والا انسان بھی ہرگز نہیں کر سکتا۔ ہمارا خدا گواہ ہے۔ اگر قرآن آکر اُن انبیاء کی تصدیق نہ کرتا۔ تو محض "بائیبل" سے وہ ہرگز نبی ثابت نہ ہو سکتے۔ پس قرآن کا یہ احسان ہے۔ دگر نہ بائیبل جو کچھ خدائے پاک کے برگزیدہ رسولوں کے متعلق کہہ رہی ہے وہ درج ذیل ہے:-

حضرت نوح علیہ السلام پر شراب نوشی کا الزام

حضرت نوح علیہ السلام کے متعلق لکھا ہے:-

"نوح کھیتی باڑی کرنے لگا۔ اور اس نے ایک انگور کا باغ لگایا۔ اور اس کی مے پی کر نشے میں آیا۔ اور اپنے ڈیرے کے اندر آپ کو ننگا کیا۔ اور کنعان کے باپ حام نے اپنے باپ کو ننگا دیکھا۔ اور اپنے دو بھائیوں کو جو باہر تھے۔ خبر دی۔ تب سام اور یافث نے ایک کپڑا لیا۔ اور اپنے دونوں کاندھوں پر دھرا۔ اور پچھلے پاؤں جا کے اپنے باپ کی برہنگی کو چھپایا۔ پس ان کی پیٹھ اس کی طرف تھی۔ کہ انہوں نے اپنے باپ کی برہنگی کو نہ دیکھا۔ جب نوح اپنی مے کے نشے سے ہوش میں آیا۔ تو جو اس کے چھوٹے بیٹے نے اس کے ساتھ کیا تھا معلوم کیا"

پیدائش ۹ باب ۲۰ تا ۲۴

خدا کے پاک نبی حضرت نوح علیہ السلام پر مے نوشی کا الزام لگانا سخت بے ہودہ اور شرمناک امر ہے۔ بھلا وہ شخص جو خود نشے میں چور ہو کر اپنے آپ کو نہ سنبھال جانتا ہو۔ دوسروں کی کیا اصلاح کریگا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

مگر غور کرو۔ یہ قرآن کا کتنا بڑا احسان ہے۔ جو اس نے اس بے بنیاد الزام کی تردید کرتے ہوئے کہا۔ سلام علیٰ نوح فی العالمین۔ انا کذالک نجزی المحسنین۔ انہ من عبادنا المومنین (۳۷-۷۶ تا ۸۱) نوح پر سلامتی ہو۔ وہ تو ہمارے مومن بندوں میں سے تھا۔ اور مومنوں کے متعلق خدا نے قطعی طور پر کہدیا ہے۔ ان عبادی لیس لک علیہم سلطن (۱۵-۴۲) مومنوں پر شیطان کا ہرگز داؤ نہیں چلتا۔ اور شراب پینا تو یقیناً شیطانی افعال میں سے ہے۔ انما الخمر والمیسر والانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ (۵-۹۲)

پس ان آیات نے حضرت نوح علیہ السلام کی ذات پر سے مئے نوشی کا سیاہ دھبہ بالکل اڑا دیا۔ اور ایک برگزیدہ انسان کو اس کی اصل شان میں دنیا کے سامنے پیش کیا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کذب بیانی کا الزام

حضرت ابراہیم علیہ السلام بھی خدا کے ایک عظیم الشان نبی گذرے ہیں۔ آپ کی نسبت بائیبل میں لکھا ہے۔ کہ نعوذ باللہ آپ نے دو مرتبہ جھوٹ بولا۔ ایک دفعہ مصر میں اپنی بیوی کو بہن کہا۔ اور دوسری مرتبہ جرار کے علاقہ میں جورو کو بہن بتایا۔ چنانچہ لکھا ہے:۔

"اس ملک میں کال پڑا۔ اور ابرام مصر گیا۔ کہ وہاں ٹھہرے۔ کیونکہ ملک میں بڑا کال پڑا تھا۔ اور جب مصر کے نزدیک پہنچا۔ تو اس نے اپنی جورو سری کو کہا۔ کہ دیکھ میں جانتا ہوں۔ کہ تو دیکھنے میں خوبصورت عورت ہے۔ اور یوں ہوگا۔ کہ مصری تجھے دیکھ کر کہیں گے۔ کہ یہ اس کی جورو ہے۔ سو مجھ کو مار ڈالیں گے اور تجھے جیتی رکھیں گے۔ تو کہیو۔ کہ میں اس کی بہن ہوں۔ تاکہ تیرے سبب سے میری خیر ہو۔ اور میری جان تیرے وسیلے سے سلامت رہے" پیدائش ۱۲ / ۱۰ تا ۱۳

یہاں آپ نے جھوٹ بولنے کی صرف تحریک کی ہے مگر فی الواقع آپ نے جھوٹ بول بھی دیا۔ چنانچہ لکھا ہے کہ

"فرعون نے ابرام کو بلا کر اسے کہا۔ کہ تو نے مجھ سے یہ کیا کیا۔ کیوں نہ جتایا کہ یہ میری جورو ہے تو نے کیوں کہا۔ کہ وہ میری بہن ہے۔ یہاں تک کہ میں نے اسے اپنی جورو بنانے کو لیا۔ دیکھ یہ تیری جورو حاضر ہے۔ اس کو لے اور چلا جا"

(پیدائش ۱۲ / ۱۸ و ۱۹)

اسی طرح ایک اور واقعہ کا ذکر کرتے ہوئے موجودہ بائیبل بیان کرتی ہے۔ کہ:۔

"ابرام وہاں سے دکن کی سرزمین کی طرف چلا۔ اور قادس اور شور کے بیچ میں ٹھہرا۔ اور جرار میں جا رہا۔ اور ابراہام نے اپنی جورو سرہ کے حق میں کہا۔ کہ وہ میری بہن ہے۔ اور جرار کے بادشاہ ابی ملک نے لوگ بھیج کر سرہ کو لے لیا"

(پیدائش ۲۰ / ۱ و ۲)

حضرت ابراہیم جیسے اولوالعزم نبی کی نسبت خیال بھی نہیں کیا جا سکتا۔ کہ وہ کسی کڑے سے کڑے وقت میں بھی جھوٹ ایسے مذموم فعل کا ارتکاب کرے۔ یا کسی دوسرے کو جھوٹ بولنے کی ترغیب دے۔ قرآن مجید نے تردید کی اور فرمایا واذکر فی الکتاب ابراھیم انہ کان صدیقاً نبیاً۔ ابراہیم ہمارا سچا اور راستباز نبی تھا۔ اس کی طرف جھوٹ منسوب کرنے والا خود جھوٹا اور معرفت الٰہی سے بے خبر شخص ہے۔

غور کرو۔ بھلا وہ شخص جو آگ میں کودنے سے نہ ڈرا۔ اس کی طرف کیسے جھوٹ منسوب کیا جا سکتا ہے۔

حضرت لوط علیہ السلام پر شراب نوشی اور بدکاری کا الزام

حضرت لوط علیہ السلام کے متعلق بائیبل میں لکھا ہے۔

"لوط صغر سے اپنی دونوں بیٹیوں سمیت نکل کر پہاڑ پر رہا۔ کیونکہ صغر میں رہنے سے اسے دہشت ہوئی۔ اور وہ اور اس کی دونو بیٹیاں ایک غار میں رہنے لگیں۔ تب پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ ہمارا باپ بوڑھا ہے۔ اور زمین پر کوئی مرد نہیں۔ جو تمام جہان کے دستور کے موافق ہمارے پاس اندر آئے آؤ ہم اپنے باپ کو مئے پلائیں۔ اور اس سے ہمبستر ہوں۔ تاکہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو انہوں نے اسی رات اپنے باپ کو مئے پلائی۔ اور پلوٹھی اندر گئی۔ اور اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ پھر اس نے اس کے لیٹنے اور اٹھتے وقت اسے نہ پہچانا۔ اور دوسرے روز ایسا ہوا۔ کہ پلوٹھی نے چھوٹی سے کہا۔ کہ دیکھ کل رات کو میں اپنے باپ سے ہمبستر ہوئی۔ آؤ آج رات بھی اس کو مئے پلائیں۔ اور تو بھی جا کے اس سے ہمبستر ہو۔ کہ اپنے باپ سے نسل باقی رکھیں۔ سو اس رات کو بھی انہوں نے اپنے باپ کو مئے پلائی۔ اور چھوٹی اٹھ کے اس سے ہمبستر ہوئی۔ اور اس نے اس کے لیٹتے اور اٹھتے وقت اسے پہچانا۔ سو لوط کی دونوں بیٹیاں اپنے باپ سے حاملہ ہوئیں"

پیدائش ۱۹ / ۳۰ تا ۳۷

اس حیا سوز بیان کے مقابل پر قرآن مجید فرماتا ہے۔ ولوطاً آتینا حکماً و علماً ونجینہ من القریۃ التی کانت تعمل الخبائث۔ انہم کانوا قوم سوء فاسقین وادخلنہ فی رحمتنا انہ من الصلحین (۲۱-۷۴) لوط ہمارا صالح اور پاکباز بندہ تھا۔ ہم نے اس گاؤں سے اسے نجات دی۔ جس کے رہنے والے نہایت ناپاک کام کیا کرتے تھے۔ پھر اس کو ہم نے اپنی رحمت میں داخل کیا۔ کیونکہ وہ ہمارے صالح بندوں میں سے تھا۔ خود حضرت لوط لوگوں کو ایسے بے حیائی کے کاموں سے بشدت منع فرماتے۔ یہاں تک کہ مخالفین کو کہنا پڑا۔ اخرجوھم من قریتکم انھم اناس یتطھرون (۲۷-۸۲) ان کو اپنی بستی سے نکال دو۔ یہ تو بڑے پاکباز بنے پھرتے ہیں۔ پس غور طلب امر یہ ہے۔ کہ اگر حضرت لوط بھی ایسے ہوتے۔ تو آپ انہیں کیوں منع فرماتے۔ اور ان کی گمراہیوں کی اصلاح کے لئے کس لئے مبعوث

کے جائے۔ پس یہ خط ناک عیب تھا۔ جو بائیبل نے

(باقی بقیہ نمبر ۱۸ پر ملاحظہ ہو)

(بقیہ مضمون نمبر ۱۷ صفحہ ۹ کالم ۳)

فالحمد للہ علیٰ ذالک (راقم ابوالعطاء جالندھری)

(بقیہ مضمون نمبر ۱۷ صفحہ ۹ کالم ۳)

ظاہر ہے۔ کہ ان مقدس بیبیوں کو اس کی اس شان میں پیش کرکے تمام دنیا کے سامنے ان مقدس بیبیوں کو اس کی اس شان میں پیش کرکے تمام دنیا کے سامنے ان کی پاکبازی پر ہنسی اڑانے کا موقعہ دیا۔ مگر خدا کا لاکھ لاکھ احسان ہے۔ جس نے قرآن مجید کے ذریعہ سے ان کی پاکبازی پر ہنسی اڑانے والوں کا منہ بند کر دیا۔ جو بائیبل نے کیا۔ فالحمد للہ علیٰ ذالک (راقم ابوالعطاء جالندھری)

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جواب مباہلہ نمبر سوم

کاپردازان اخبار مباہلہ کے ناپاک پراپیگنڈا کی حقیقت

اور

جماعت احمدیہ کی طرف سے مباہلہ کی کھلی دعوت

خدا کے فضل اور رحم کیساتھ

ھُوَالنّاصر

ان دنوں کچھ لوگ جو انجمن داعیان مباہلہ کے نام سے اپنے آپ کو موسوم کر رہے ہیں۔ اور اخبار "مباہلہ" سے تعلق رکھتے ہیں۔ شرافت اور انسانیت سے بالکل باہر نکل کر ملک کے اخلاق اور انسانیت کے خلاف ایسے حملے کر رہے ہیں۔ کہ کوئی بھی خواہ ملک خواہ کسی مذہب سے اس کا تعلق ہو۔ ان کی برداشت نہیں کر سکتا۔ یہ لوگ زیادہ تر ایک ایسے خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ جو کچھ عرصہ ہوا۔ قادیان میں چیتھڑوں میں داخل ہوا تھا۔ لیکن جماعت احمدیہ کی امداد اور سہارے سے نہ صرف یہ کہ اس کے بچوں نے تعلیم حاصل کی۔ بلکہ وہ نسبتی طور پر آسودہ حال خاندان ہو گیا۔ اور اس وقت تک بھی جماعت احمدیہ کے کئی ایک افراد کی رقوم اس کے ذمہ ہیں۔

ان لوگوں نے بعض ذاتی مفاد[1] کے حاصل نہ ہونے پر یہ غیر شریفانہ رویہ اختیار کیا۔ کہ ہمارے مطاع سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ بنصرہ العزیز پر نہایت گندے اور مفتریانہ اتہامات لگانے شروع کئے۔ اور ایک استغاثہ بھی تحریک قتل کے الزام کا حضرت امام جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے احمدیوں کے خلاف دائر کیا۔ لیکن اس مقدمہ میں ان کے جھوٹوں کی خوب پردہ دری ہو گئی۔ اور عدالت نے سرسری تحقیق کے بعد سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ اور بعض دوسرے احمدیوں کو جن کو انہوں نے شرارتاً ملوث کیا تھا۔ بغیر بلانے کے ہی بری کر دیا۔ اس مقدمہ میں ان لوگوں کے دو جھوٹ بوضاحت ظاہر ہو گئے۔ ایک یہ کہ ایک صاحب نیک محمد خاں صاحب کو بھی انہوں نے مقدمہ میں شامل کیا تھا۔ لیکن بیان دیتے وقت یہ جھوٹ ان کے ذہن سے ایسا نکلا۔ کہ اس وقت یہ لوگ ان کا نام لینا بھی بھول گئے۔ جو شاید انگریزی تاریخ میں پہلا واقعہ ہوگا۔ دوسرا جھوٹ ان کا یہ ثابت ہوا۔ کہ یہ لوگ پبلک میں حضرت امام جماعت احمدیہ کے خلاف جو الزام لگاتے تھے۔ ان میں اپنی ذاتی شہادت کو پیش کیا کرتے تھے۔ مگر عدالت میں انہوں نے حلفی بیان دیا۔ کہ وہ خود آخر وقت تک مخلص تھے۔ لیکن بعض دوسرے لوگوں سے بعض الزامات انہوں نے سنے۔ اور ان کی تحقیق کر کے انہیں سچا پایا۔ اور اس وجہ سے الگ ہو گئے۔ ان کے اس بیان نے ثابت کر دیا کہ دونوں بیانوں میں سے ایک میں انہوں نے ضرور جھوٹی قسم کھائی تھی۔ اور جو لوگ خود اپنے اقرار کے رُو سے جھوٹی قسم کھانے والے ہوں۔ ان کا اعتبار کون سا شریف آدمی کر سکتا ہے۔

ہم یہ سمجھ رہے تھے۔ کہ ان لوگوں کے الزامات کی نوعیت اور انہیں بغیر دلیل کے شائع کرنا ایک ایسا فعل ہے۔ کہ شریف انسان اس کی مخالفت کریگا۔ اور انسانیت بیتاب ہو کر اس کے مقابلہ کے لئے اٹھ کھڑی ہوگی۔ اور ہر مذہب و ملت کے لوگ اسے اپنی شرافت پر حملہ خیال کریں گے۔ اس وجہ سے ہم نے شروع میں ان کی باتوں کا جواب دینے کی ضرورت نہیں سمجھی۔ لیکن ہماری حیرت کی کوئی حد نہیں رہی۔ جب ہم نے یہ دیکھا۔ کہ جہاں بعض لوگوں نے اس مباہلہ میں باوجود مذہبی مخالفت کے شرافت اور انسانیت کا ثبوت دیا۔ اور فتنہ پردازوں کے اس رویہ کو نفرت کی نظر سے دیکھا۔ وہاں بعض لوگ مسلمانوں میں سے بھی ہندوؤں میں سے بھی ان کے طرفدار بن گئے۔ اور انہوں نے بجائے اس کے کہ ان لوگوں سے دلیل کا مطالبہ کرتے۔ اور ان کے اس خلاف انسانیت پروپیگنڈے پر اظہار نفرت کرتے الٹا حضرت امام جماعت احمدیہ سے مطالبہ شروع کیا۔ کہ وہ ان لوگوں کا مطالبہ پورا کریں۔ حالانکہ دنیا کی کسی حکومت اور کسی مذہب نے مدعی کے دعوی کو بلا دلیل قبول کرنے کی اجازت نہیں دی۔ اور سب نے بارِ ثبوت مدعی پر رکھا ہے۔ نہ کہ مدعا علیہ پر۔ اور ان لوگوں نے یہ بھی خیال نہ کیا۔ کہ اس قسم کے گندے پروپیگنڈے کی اگر اس طرح اجازت دی جائیگی۔ تو پبلک کی حیا اور شرم کی روح ماری جائیگی اور آج جماعت احمدیہ کے خلاف یہ پروپیگنڈا ہے۔ تو کل دوسرے فرقوں کے لوگوں کے خلاف ہوگا۔ کیونکہ جس چیز کو ایک وقت جائز سمجھ لیا گیا۔ دوسرے وقت میں اس کو ناجائز قرار دینا بالکل ناممکن ہوگا۔ اور نتیجہ یہ ہوگا۔ کہ ہندوستان کا مطلع ایسا گندہ ہو جائے گا۔ کہ شریف عورتوں کو گندے پوسٹروں اور گندے لٹریچر کی وجہ سے گھروں سے باہر نکلنا بھی مشکل ہو جائیگا

آہ! ان لوگوں نے یہ خیال نہ کیا۔ کہ اگر ایسے اتہامات کا شائع کرنا جائز اور درست قرار دیا گیا۔ تو پھر ان گندے مصنفین کے قلم کے روکنے کی کیا دلیل باقی

[1] (دیکھو رسالہ تحفہ مسٹریان) جو دفتر فاروق سے ملتا ہے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

رہ جائیگی۔ جو مذہب کے نام سے دوسرے مذاہب کے مقدسین کے خلاف ناپاک الزامات کی اشاعت کرتے رہتے ہیں۔ کس دلیل کی بنا پر مسیحی ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ جو نعوذ باللہ حضرت مریم صدیقہ پر اتہام زنا اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر ولادتِ ناجائز کا الزام لگاتے ہیں۔ کس دلیل کی بنا پر اہلِ ہنود ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ جو سیتا پر کمزوری اخلاق اور کرشن جی پر ادھلے۔ اور بعض دوسرے رشیوں پر تعیش کی انتہائی صورتوں کا اتہام لگاتے ہیں؟ کس بناء پر آریہ صاحبان ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ کہ جو پنڈت دیانند کے متعلق عورتوں اور لڑکوں سے ناجائز تعلقات کی باتیں کرتے ہیں؟ کس بنا پر سکھ صاحبان ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ جو ان کے نیک گروؤں کے خلاف جھوٹ فریب اور دھوکہ وغیرہ کے اعتراضات کرتے ہیں؟ پھر اہلِ سنت صاحبان کس منہ سے ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ جو حضرت عائشہ صدیقہ اور خلفائے اربعہ اور صحابہ کرامؓ کے خلاف گندے سے گندے بہتان شائع کرتے رہتے ہیں؟ اور شیعہ صاحبان کس منہ سے ان لوگوں کے خلاف آواز اٹھائیں گے۔ جو آئمہ اطہار اہلبیت کے خلاف سیاسی و تمدنی کمزوریوں ہی کی نہیں۔ بلکہ اخلاقی کمزوریوں کی نسبت کرنے سے بھی دریغ نہیں کرتے؟ افسوس کہ ہماری مخالفت میں یہ خیال نہ کیا گیا۔ کہ ہم ایک ایسا اصل قائم کرتے ہیں۔ جو سب مذاہب کی تعلیم کے خلاف ہونے کے علاوہ انسانیت اور شرافت کے بھی خلاف ہے۔ اور نہ یہ سوچا گیا۔ کہ جس طریق عمل کو وہ احمدیہ جماعت کیخلاف صحیح قرار دیتے ہیں۔ وہ ہر قوم و مذہب کے متعلق صحیح سمجھا جائے گا۔ اور دنیا میں امن کا قیام ایک امر موہوم رہ جائے گا۔

گو ایسے بے بنیاد اتہامات کی تردید کی کوئی ضرورت نہ تھی لیکن حضرت امام جماعت احمدیہ ایدہ اللہ بنصرہ نے بنی نوع انسان کی ہمدردی کو مدنظر رکھتے ہوئے اور دنیا کے اخلاق کی حفاظت کے خیال سے خاموش رہنا مناسب نہ سمجھا۔ اور یہ اعلان کیا۔ کہ (۱) اس قسم کے اتہامات کا شائع کرنا اخلاقاً اور مذہباً درست نہیں (۲) شریعت اسلامیہ ایسے الزامات کے سچا قرار دینے کے لئے کچھ معیار مقرر کرتی ہے۔ اگر ایسے الزامات کا شائع کرنا جائز سمجھا جائے۔ تو ان معیاروں کے مطابق ان الزامات کو ثابت کرنا چاہیئے۔ جو اسلام نے مقرر کئے ہیں۔ ورنہ تسلیم کرنا چاہیئے۔ کہ اسلام ایک ناقص مذہب ہے۔ (۳) یہ لوگ دو مطالبے کرتے ہیں۔ (اوّل) عدالت میں نالش کا۔ سو شریف آدمی اپنی عزت کی حفاظت کے لئے عدالت میں جانے کا محتاج نہیں (ردِّ دوم) مباہلہ کا لیکن مباہلہ کا مطالبہ مدعی کی طرف سے شرعاً ہرگز درست نہیں۔

ان اتہام لگانے والوں نے ان تینوں باتوں کا کوئی جواب نہیں دیا۔ اور برابر اپنی شرارت میں بڑھتے چلے گئے اور یہ شائع کرنا شروع کیا۔ کہ چونکہ امام جماعت احمدیہ پر جو الزامات لگائے گئے ہیں۔ وہ سچے ہیں۔ اس لئے وہ مباہلہ نہیں کرتے۔ اس کے جواب میں سیدنا حضرت امام کی طرف سے تین جواب دیئے گئے۔ اوّل آپ نے اپنی نیت کی صفائی کے اظہار کے لئے یہ اعلان فرمایا۔ کہ میں مذہباً الزامات کے مدعی کی طرف سے مباہلہ کے چیلنج کو ناجائز قرار دیتا ہوں۔ پس چاہیئے۔ کہ وہ علماء جو مستریان مباہلہ کی تائید میں الزام لگانے والے کے لئے مباہلہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ مجھ سے اس امر میں مباہلہ کرلیں میں مباہلہ اس امر پر کروں گا۔ کہ اسلام میں ایسا مطالبہ جائز نہیں۔ اور وہ اس پر مباہلہ کریں۔ کہ ایسا مطالبہ جائز ہے۔ اس طرح اللہ تعالےٰ کا فیصلہ حق و باطل کو ظاہر کردیگا۔ اور دنیا کو یہ بھی معلوم ہو جائے گا۔ کہ میں مباہلہ سے الزامات کے سچا ہونے کی وجہ سے گریز نہیں کرتا۔ بلکہ اس لئے انکار کرتا ہوں۔ کہ میرے نزدیک اسلام کے رُو سے ایسا مباہلہ جائز نہیں۔

جب حضرت امام کے مخالفین نے علماء کا کوئی ایسا فتویٰ شائع نہ کیا۔ اور نہ ایسے علماء سامنے آئے۔ جو اس امر پر مباہلہ کے لئے طیار ہوں۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایک اور طریق فیصلہ کی طرف معترضین کو بلایا۔ حضور نے ان لوگوں سے جو ان مفتریوں کے ساتھ تھے۔ مطالبہ کیا۔ کہ اگر ایسے اتہامات کا شائع کرنا درست اور صحیح ہے۔ تو وہ صاف لفظوں میں اس کا اعلان کردیں۔ کہ ایسے اعتراضات کا شائع کرنا اسلامی تعلیم کی رُو سے درست اور صحیح ہے۔ اور یہ کہ الزامات لگانے والوں کے ساتھ جو شخص مباہلہ نہ کرے وہ جھوٹا ہوتا ہے۔ تاکہ پھر ان کے مخالفین بھی ان لوگوں کے خلاف ان اعتراضات کو شائع کرسکیں۔ کہ جو ان لوگوں اور ان کی بیویوں اور بہوؤں پر لگتے ہیں۔ لیکن ان مفتری مستریوں کے حامیوں نے ایسا کوئی اعلان اب تک شائع نہیں کیا۔ جس سے صاف ظاہر ہے۔ کہ یہ لوگ دل میں اس طریق کو جائز نہیں سمجھتے۔ ورنہ اگر نیک نیتی سے یہ لوگ کام کر رہے ہوتے۔ تو کیوں نہ اعلان کرتے۔ کہ یہ طریق بالکل جائز ہے۔ اور یہ کہ اگر ہمارے خلاف اس طریق کو استعمال کیا جائے۔ تو ہمیں کوئی اعتراض نہ ہوگا۔ اور ہم پر اور ہماری عورتوں پر الزام لگنے کی صورت میں اگر ہم یا ہماری عورتیں عدالت میں نہ گئیں یا مباہلہ نہ کیا۔ تو دنیا کو ان الزامات کے صحیح سمجھنے کا حق حاصل ہوگا۔ اور ان لوگوں کی خاموشی سے یہ ثابت ہوگیا۔ کہ جہاں حضرت امام کے پہلے مطالبہ سے حضور کی نیک نیتی ثابت ہوتی تھی۔ وہاں دوسرے مطالبہ کے جواب نہ دینے سے ان مفتریوں اور ان کے مددگاروں کی بدنیتی ثابت ہوگئی۔

جب اس مقابلہ کے لئے بھی سلسلہ احمدیہ کے مخالفین نہ آئے۔ تو حضرت امام جماعت احمدیہ نے ایک تیسرا چیلنج تمام ان علماء اور لیڈروں کو دیا۔ کہ جو اخبار مباہلہ کے طرفداروں میں سے تھے۔ کہ وہ محض ہماری عداوت کی وجہ سے اسلام کی تعلیم کو چھپا رہے ہیں۔ ورنہ اگر فی الواقع وہ اسلام کی تعلیم یہی سمجھتے ہیں۔ تو آئمہ اربعہ یا ان کے اکابر شاگردوں میں سے جو پچھلے تیرہ سو سال میں گذرے ہیں یا آئمہ اطہار اہل بیت میں سے کسی ایک کا یا ان کے اکابر شاگردوں میں سے کسی ایک کا جو پچھلے تیرہ سو سال میں گذرے ہیں۔ اگر یہ فتویٰ نکال کر دکھادیں۔ کہ کسی شخص پر گندے اتہام لگا کر اسلام کے مقرر کردہ ثبوتوں کے پیش کرنے کے بغیر الزام لگانے والا اس شخص کو جس پر وہ الزام لگاتا ہے۔ مباہلہ کا چیلنج دے سکتا ہے۔ تو ہر ایسے فتویٰ کے بدلہ میں وہ فی فتویٰ ایک سو روپیہ انعام

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اس حوالہ کے پیش کرنے والے کو دیں گے۔ اور یہ بھی اجازت دی۔ کہ اس فتویٰ کے پیش کرنے والے کے لئے یہ بھی ضروری نہیں۔ کہ وہ خود بھی اس فتویٰ کو مانتا ہو۔ بلکہ ایک حنفی شخص شافعی۔ حنبلی۔ مالکی۔ یا شیعہ کا فتویٰ پیش کر سکتا ہے۔ اسی طرح ایک شیعہ اہل سنت کا فتویٰ پیش کر سکتا ہے مگر باوجود ہر مثال پر سو روپیہ کا انعام مقرر کرنے کے کسی عالم نے آج تک ایک مثال بھی پیش کرنے کی جرأت نہیں کی۔ جس سے صاف معلوم ہوتا ہے۔ کہ ان مفتریوں کے مؤید علماء اپنے دل میں خوب جانتے ہیں۔ کہ وہ اپنے اس رویہ میں اپنے اماموں کے بھی خلاف چل رہے ہیں۔ اور اسکی پرواہ نہیں کرتے۔ کہ احمدیہ جماعت کی مخالفت میں وہ اپنے مذہب پر بھی تبر چلا رہے ہیں۔ اور انہوں نے ثابت کر دیا ہے۔ کہ ان کے دل خدا کے خوف و مذہب کی محبت سے بالکل عاری ہیں۔

سیدنا حضرت امام جماعت احمدیہ نے صرف ان تین زبردست مطالبات کو پیش کرنے کے ذریعہ سے ہی اپنے مخالفین کی حقیقت کو ظاہر نہیں کیا۔ بلکہ جب ہم میں سے بعض نے "جواب مباہلہ" شائع کیا۔ تو حضور اقدس نے مفصلہ ذیل تحریر "جواب مباہلہ" کے مدیر کے پاس بھیجدی۔ جس سے ان مفتریوں کی حقیقت بالکل واضح ہو جاتی ہے۔ حضور نے فرمایا۔

اعوذ باللہ من الشیطٰن الرجیم

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم

خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ

ھوالناصر

مکرمی السلام علیکم

بے شک اس کام کو شروع کریں۔ اللہ تعالیٰ آپ کا مددگار اور ناصر ہو۔ میں تو خود ان امور کا جواب دینا شرعاً اور بعض رؤیا کی بناء پر مناسب نہیں سمجھتا۔ لیکن ایک ادنیٰ تدبر سے انسان ان لوگوں کے مفتریانہ بیانات کی حقیقت کو پا سکتا ہے۔ میرا جواب تو میرا رب ہے۔ میں اسی کو گواہ بناتا ہوں۔ وہ سب کھلی اور پوشیدہ باتوں کو جانتا ہے۔ اور اسی کا فیصلہ درست اور راست ہے۔ وہ اس امر پر گواہ ہے۔ کہ اخبار مباہلہ والوں نے سرتاپا جھوٹ بلکہ افتراء سے کام لیا ہے۔ اور انشاء اللہ وہ گواہ رہے گا۔ میں اسی کے فضل کا امیدوار اور اس کی نصرت کا طالب ہوں۔ رب انی مغلوب فانتصر۔ میں ان لوگوں کے بیانات پر جو اخبار میں شائع ہوئے ہیں۔ سوائے اس کے کہ یہ کہوں۔ کہ انہیں خدا تعالیٰ کی لعنت سے ڈرنا چاہیئے۔ کہ سرتاپا کذب و بہتان سے کام لے رہے ہیں۔ اور کچھ کہنے کی ضرورت نہیں سمجھتا۔ اگر میرا رب مجھ سے کام لینا چاہتا ہے۔ تو وہ خود میرا محافظ ہوگا۔ اور اگر وہی مجھ سے کام نہیں لینا چاہتا۔ تو لوگوں کی تعریفیں میرا کچھ بنا نہیں سکتیں۔ باقی رہیں ہدایات سو میرے نزدیک ہر ایک عقلمند انسان جو شریعت کے امور سے کچھ بھی واقفیت رکھتا ہو۔ ان لوگوں کے غلط طریق سے آگاہ ہو سکتا ہے۔ ہاں ایک سوال ہے۔ جس کا شاید آپ جواب نہ دے سکیں۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ بعض نادان اور شکوک و شبہات میں پڑے ہوئے لوگ یہ خیال کر لیتے ہیں۔ کہ مباہلہ نہ کرنا اس سبب سے نہیں۔ کہ مباہلہ کو میں جائز نہیں سمجھتا۔ بلکہ اس سبب سے ہے۔ کہ میں مباہلہ کرنا نہیں چاہتا۔ سو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ اوّل تو مباہلہ بھی ہر شخص سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے لئے بھی شرائط ہیں۔ مگر اس قسم کے امور کے لئے کہ جن کے متعلق حدود مقرر ہیں۔ اور گواہی کے خاص طریق مذکور ہیں۔ مباہلہ چھوڑ کر قسم بھی جائز نہیں۔ اور ہرگز درست نہیں۔ کہ کسی شخص (الزام دہندہ) کو ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کی اجازت دی جائے۔ یا مطالبہ پر مباہلہ کو منظور کر لیا جائے۔ مجھے یہ کامل یقین ہے۔ اور ایک اور ایک دو کی طرح یقین ہے۔ کہ ایسے امور کے متعلق مباہلہ کا مطالبہ کرنا یا ایسے مطالبہ کو منظور کرنا ہرگز درست نہیں۔ بلکہ شریعت کی ہتک ہے اور میں ہر مذہبی جماعت کے لیڈروں یا مقتدر اصحاب سے جو اس امر کا انکار کریں۔ مباہلہ کرنے کے لئے تیار ہوں۔ اگر مولوی محمد علی صاحب یا ان کے ساتھی جو مباہلہ کی اشاعت میں اس قسم کے اشتہارات کی اشاعت

.....

میں خاص حصّہ لے رہے ہیں۔ مجھ سے متفق نہیں۔ بلکہ ایسے امور میں مباہلہ کے مطالبہ کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور ان کا یہ یقین ہے۔ کہ جو شخص ایسے مطالبہ کو منظور نہیں کرتا۔ وہ گویا اپنے جرم کا ثبوت دیتا ہے۔ تو ان کو چاہیئے کہ اس امر پر مجھ سے مباہلہ کر لیں۔ پھر اللہ تعالیٰ حق و باطل میں خود فرق کر دے گا۔

خاکسار مرزا محمود احمد ۱۵/۶/۲۹

مگر باوجود مذکورہ بالا حالات کے ہم حیران ہیں۔ کہ اب تک مستری خاندان اس امر کا شور مچا رہا ہے۔ کہ ان کے اتہامات کا کوئی جواب نہیں دیا جاتا۔ اور کئی لوگ مسلمان اور ہندوؤں میں سے ان کی تائید کر رہے ہیں۔ ہم تمام شریف اور انسانیت کی قدر کرنے والی پبلک کے سامنے اب ان حالات کو پیش کرتے ہیں۔ اور چاہتے ہیں۔ کہ وہ ان لوگوں کے مددگاروں سے مطالبہ کرے۔ کہ یا تو وہ یہ اعلان کریں۔ کہ ایسے اخلاقی امور کے متعلق اس طرح بے دلیل باتیں شائع کرنا اور بے نام کے لوگوں کی طرف سے اتہام لگانا درست اور صحیح ہے۔ اور ان ائمہ اسلام کے نام شائع کریں۔ کہ جنہوں نے اس صورت میں الزام لگانے والے کو مباہلہ کا چیلنج دینے کا حق دیا ہو۔ یا پھر اپنے غلط رویہ پر ندامت کا اظہار کریں۔ ورنہ تمام دنیا اس امر پر گواہ رہے۔ کہ ہم نے اتمام حجت کر دی۔ اور خدا کی لعنت ضرور ان لوگوں پر پڑے گی۔ جنہوں نے قرآن کریم کے صریح حکم کے خلاف افتراء اور جھوٹ کو پھیلایا ہے۔ یا افترا کے پھیلانے والوں کی مدد کی ہے وہ خدا جو زمین و آسمان کا پیدا کرنے والا ہے۔ جس نے اپنے رسولوں کو بھیج کر اخلاق اور شرافت کی بنیاد کو مضبوط کیا ہے۔ وہ یقیناً اس ظلم عظیم پر خاموش نہیں رہے گا۔ اس کی لعنت کی بجلی ضرور ان لوگوں پر گرے گی۔ جنہوں نے سب انبیاء کے کام کو تباہ کرنے کی کوشش کی ہے۔ اور بنی نوع انسان کی شرافت اور معصوم اور بے کس عورتوں کی عزت برباد کرنے کے لئے ہاتھ اٹھایا ہے۔ اگر اس ظلم عظیم پر بھی بغیر اس کے کہ اس کے مرتکب توبہ اور ندامت سے کام لیں۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

وہ خاموش رہے۔ تو اس کی خدائی پر حرف آتا ہے۔ اور وہ غیور خدا کبھی اس کی برداشت نہیں کر سکتا۔ کہ اس کی ہستی کو اس طرح پردۂ اخفاء میں چھپانے کی کوشش کی جائے ؛

ہم یہ بھی اعلان کر دینا چاہتے ہیں۔ کہ اگر مولوی ظفر علی صاحب اور ان کے دوسرے رفقاء نے جو مباہلہ والوں کے مددگار ہیں۔ اس اعلان پر بھی خاموشی سے کام لیا۔ اور بجائے دلائل کی طرف آنیکے اشاعت فحش کے جرم میں بڑھتے چلے گئے۔ تو ہم اس کے یہ معنی لیں گے۔ کہ وہ ابھی تک اس گندے فعل کو جائز سمجھتے ہیں۔ اور شرافت کی ہتک پر مصر ہیں۔ اور پھر ہم ضرور ان الزامات کو شائع کرینگے۔ جو ان پر۔ ان کی بیوی اور ان کے بیٹے اور دوسرے رشتہ داروں پر لگائے جاتے ہیں۔ اور اسی طرح جو ان کے دوسرے رفیق کار علماء پر لگائے جاتے ہیں۔ اور ہم انہیں اس وقت تک شائع کرتے چلے جائیں گے۔ جب تک کہ یہ لوگ اسلام اور انسانیت کی تعلیم کی طرف نہ لوٹیں۔ اور ہم ہندوستان کے ایک گوشہ سے لیکر دوسرے گوشہ تک اس آواز کو بلند کر دیں گے ؛

ہم یہ بھی اعلان کرنا چاہتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اس امر سے خوب واقف ہیں۔ کہ اخبار "مباہلہ" والوں نے حضرت امام اور حضور کے خاندان کی مستورات پر اتہام لگانے میں جھوٹ اور افتراء سے کام لیا ہے۔ اور قرآن کریم کی صریح تعلیم کے خلاف اور شرافت اور انسانیت کے مطالبہ سے آنکھیں بند کرتے ہوئے ان باتوں کی اشاعت کی ہے۔ جنہیں وہ بھی خوب جانتے ہیں کہ جھوٹ ہیں۔ اور جن کی نسبت انہیں معلوم ہے۔ کہ یا تو وہ ان کے اپنے دماغوں کی بناوٹ ہیں۔ یا پھر بعض دوسرے شریروں کی شرارت کا نتیجہ ہیں۔ اور چونکہ الزام ان لوگوں نے حضرت امام اور آپ کے خاندان کی مستورات پر لگایا ہے۔ اور حضرت امام ہی سے مباہلہ کیا ہے۔ اس لئے ہم لوگ شرعاً آزاد ہیں۔ کہ ان الزامات کو سچا سمجھنے والوں کو خود اپنی طرف سے مباہلہ کا چیلنج دیں۔ چنانچہ ہم اس اشتہار کے ذریعہ ایسے تمام لوگوں کو کھلا کھلا چیلنج دیتے ہیں۔ کہ وہ ہمارے ساتھ اصول مباہلہ کے مطابق اس امر پر مباہلہ کریں۔ کہ جو الزامات اور اتہامات لگائے گئے ہیں۔ وہ جھوٹوں اور افتراؤں سے پُر ہیں۔ اور ہمارے اس چیلنج میں مندرجہ ذیل لوگ خصوصیت کے ساتھ مخاطب ہیں :-

(۱) مولوی ظفر علی خاں آف زمیندار لاہور
(۲) مولوی حبیب الرحمٰن لدھیانہ
(۳) مولوی احمد علی صاحب لاہور
(۴) مولوی بہاء الحق صاحب قاسمی راولپنڈی
(۵) مولوی غلام محمد صاحب خطیب امرت سر
(۶) مستری عبد الکریم ایڈیٹر اخبار مباہلہ معہ ممبران نام نہاد مجلس
(۷) مولوی خلیل احمد عرف بابا خلیل داس ؛

ہم اپنے اس چیلنج کے جواب کا ایک ماہ تک انتظار کریں گے۔ اور اس عرصہ میں جو لوگ مباہلہ کیلئے تیار ہوں۔ انہیں چاہیئے۔ کہ جیسا کہ یہ مباہلہ کی دعوت انہیں بذریعہ رجسٹری بھجوائی جا رہی ہے۔ وہ بھی اپنے فیصلہ سے پریذیڈنٹ لوکل جماعت احمدیہ قادیان کو بذریعہ رجسٹرڈ خط اطلاع دیں۔ اور کسی مشہور اخبار میں بھی اپنا جواب شائع کرا دیں ؛

اسلامی طریق مباہلہ کا یہ ہے۔ کہ ایک مجلس میں دونوں فریق جمع ہوں۔ اور پہلے ہر ایک فریق اپنے دعویٰ کے متعلق دلائل دے۔ اور بحث کرے۔ اس کے بعد جب باوجود ایک دوسرے کے دلائل سننے کے دونوں فریق اپنی بات پر قائم رہیں۔ تو دونوں ایک دوسرے کے مقابل کھڑے ہو کر جھوٹے کیلئے خدا تعالیٰ کی لعنت کا مطالبہ کریں۔ ہمارا طریق یہ ہوگا۔ کہ اگر فریق مخالف نے مباحثہ کے بعد ندامت کا اظہار نہ کیا۔ تو ہم ان الفاظ میں دعا مانگیں گے کہ "اے ہمارے خدا ہم نے دلائل سے دوسرے فریق کو سمجھانے کی پوری کوشش کی۔ لیکن وہ حق تسلیم نہیں کرتا۔ اور اپنی بات پر قائم ہے۔ اور دعویٰ کرتا ہے۔ کہ جو الزامات اخبار مباہلہ میں شائع ہوئے ہیں۔ وہ سب سچے ہیں۔ اور ان میں جھوٹ اور افتراء کا دخل نہیں ہے۔ حالانکہ تو خوب جانتا ہے۔ کہ وہ الزامات جھوٹ اور افتراء سے پُر ہیں۔ اور گو بعض باتوں کے متعلق ان کو دھوکا دیا گیا ہو۔ لیکن کئی الزامات ایسے بھی ہیں۔ کہ اخبار مباہلہ والوں نے انہیں خود وضع کیا ہے۔ یا یہ جانتے ہوئے ان کو شائع کیا ہے۔ کہ وہ جھوٹ ہیں۔ اس لئے اے خدا جب ان لوگوں نے تیرے صریح حکم کے خلاف اشاعت فحش کی ہے۔ اور ملک کے اخلاق کو بگاڑنے میں کوئی کسر نہیں رکھی۔ اور ہماری جماعت کو جو تیرے مقدس ہاتھوں سے دنیا میں قائم ہوئی ہے۔ نقصان پہنچانے کے لئے ہر طرح زور لگایا ہے۔ اور اپنے ظلم پر ندامت اور پریشانی کا اظہار کرنے کے لئے تیار نہیں ہیں۔ اور باوجود سمجھانیکے باز نہیں آئے۔ تو اے خدا جو سمیع و بصیر ہے۔ اور قادر و توانا ہے۔ اور شدید البطش اور سریع العقاب ہے۔ ہم تیرے حضور میں عاجزی کے ساتھ اپیل کرتے ہیں۔ کہ حق و باطل میں فرق کر۔ اور ان دشمنان انسانیت اور اعداء شرافت اور اسلام کی تعلیم کو عملی طور پر ٹھکرا دینے والوں کو ایک ایسی لعنت میں گرفتار کر جو دوسرے کے لئے موجب عبرت اور ان کے لئے موجب عذاب ہو۔ اگر ہم اپنے اس بیان میں جھوٹ سے کام لے رہے ہیں۔ تو پھر تو ہم پر اپنا عذاب نازل کر۔ آمین ثم آمین "

اس کے مقابلہ میں یہ لوگ یوں دعا کریں۔ کہ "اے خدا جو علیم و خبیر ہے۔ تو جانتا ہے۔ کہ ہم نے جو کچھ کیا ہے۔ اسلام کی شریعت کے مطابق اور قرآن کریم کے احکام کے موافق کیا ہے۔ اور ہمیشہ سچ سے کام لیا ہے۔ اور جھوٹ اور افتراء سے ہمارے وہ اتہامات بالکل پاک ہیں۔ جو ہم نے امام جماعت احمدیہ اور ان کے خاندان پر لگائے ہیں۔ اور جو باتیں ہم نے دوسروں سے سُن کر لکھی ہیں۔ ان کی بھی ہم نے پوری طرح تحقیق کر لی ہے۔ اور ان کی سچائی پر یقینی علم حاصل کر لیا ہے۔ اور یہ سب کام ہم نے محض دیانتداری اور اسلام کے فائدہ کے لئے کیا ہے۔ اور جھوٹ اور غلط بیانی سے ہماری تحریرات بالکل پاک ہیں۔ پس

Digitized by Khilafat Library Rabwah

اے خدا اگر جو کچھ ہم نے کہا ہے۔ درست ہے۔ اور تیرے علم میں صحیح ہے۔ اور تیری رضا کے مطابق ہے تو تو اپنی قدرت نمائی سے کام لے۔ اور اپنی غیرت کو بھڑکا۔ اور یہ لوگ جو ہمارے اس نیک کام میں روک بن رہے ہیں۔ اور سچ کو جھوٹ اور راستی کو افترا قرار دے رہے ہیں۔ اور ہم جیسے راستبازوں کو جو ان اتہامات کے معاملہ میں جھوٹ اور افتراء سے بکلی پاک ہیں۔ جھوٹ اور افتراء کا مرتکب قرار دیتے ہیں۔ انہیں تباہ و برباد کر۔ لیکن اگر اے سمیع و بصیر خدا تیرے علم میں ہمارا یہ دعویٰ جو ہم نے بیان کیا ہے غلط ہے۔ اور واقع میں ہم نے "مباہلہ" میں شائع ہونے والے یا اس سے نقل کر کے دوسری جگہ شائع ہونے والے مضمونوں یا اس کی اشاعت میں تیرے احکام کی خلاف ورزی کی ہے۔ اور جھوٹ بولا ہے یا جھوٹ کی تائید کی ہے۔ افتراء کیا ہے۔ یا افتراء کی تائید کی ہے۔ تو اے خدا اپنی غیرت کو جوش میں لا۔ اور ہمیں ایسے عذاب میں مبتلا کر جو ہماری بربادی اور دوسروں کی عبرت کا موجب ہو۔ آمین ثم آمین"

اگر ہماری اس دعوت کو ہمارے مخالفین نے قبول نہ کیا۔ تو صاف معلوم ہو جائے گا۔ کہ ان کی طرف سے ہمارے مقدس امام ایدہ اللہ بنصرہ کی دعوت مباہلہ محض شرارت اور دھوکا دہی کی نیت سے تھی۔ اور ہر شریف انسان یقیناً ان کے اس فعل کو حقارت اور نفرت کی نگاہ سے دیکھے گا۔ اور ہم یہ یقین رکھتے ہیں کہ اگر ان لوگوں نے اس مطالبہ سے گریز کیا۔ تو پھر بھی یہ لوگ خدائی لعنت سے بچ نہیں سکیں گے۔ بلکہ اگر وہ ندامت کا اظہار نہیں کریں گے۔ تو خدا تعالیٰ بہر حال ان کو پکڑے گا۔ اور ضرور پکڑے گا۔ اور یقیناً ان کے وجود اور ان کے عزیزوں کے وجود اور ان کے گھر اور ان کی دیواریں اور ان کی چھتیں خدا کی لعنت کی حامل ہونگی۔ اور انکی آئندہ نسلیں ان کی طرف منسوب ہونے سے شرمائیں گی۔ اے خدا اگر یہ لوگ تائب ہو کر تیرے دروازے کی طرف نہ لوٹیں۔ تو ایسا ہی کر۔ آمین ثم آمین۔

قادیان مورخہ ۴ اپریل ۱۹۳۰ء

الداعیان

(مولانا) شیر علی بی۔ اے۔
(خان صاحب) ذوالفقار علی خاں (ناظر اعلیٰ)
(مولوی) عبدالغنی خاں (ناظر بیت المال)
(حضرت ڈاکٹر) سید عبدالستار شاہ پنشنر سب اسسٹنٹ سرجن
(شیخ) یوسف علی بی۔ اے۔ افسر ڈاک
حافظ محمد حسین قریشی۔ مہاجر ؛
(جناب) میر قاسم علی ایڈیٹر فاروق
(مولانا) محمد یار مولوی فاضل
(مولانا) محمد ابراہیم بقاپوری
(ڈاکٹر) حشمت اللہ انچارج نور ہاسپٹل
(سردار) مصباح الدین احمد
(سید) ناصر شاہ پنشنر اوورسیر
(مولانا) عبدالرحمن مولوی فاضل
(مولانا) غلام نبی مصری
(سید) عزیز الرحمن مہاجر
(سید) زین العابدین ولی اللہ شاہ (مترجم بخاری شریف)
(بھائی) محمود احمد مالک میڈیکل ہال
(صاحبزادہ پیر) افتخار احمد
(جناب) یعقوب علی عرفانی ایڈیٹر الحکم
(مولانا) عبدالرحیم درد ایم۔ اے۔ ناظر تعلیم و تربیت
(مولانا) محمد اسمٰعیل مولوی فاضل و منشی فاضل
(بزرگ) عبدالستار شاہ مہاجر کابلی
(ڈاکٹر مفتی) محمد صادق ناظر امور عامہ
(مولانا) ظہور حسین مولوی فاضل
(مرزا) برکت علی انسپکٹر تعلیم و تربیت
(مولانا) ارجمند خاں مولوی فاضل
(صوفی) غلام محمد بی۔ اے۔ مبلغ ماریشش
چوہدری غلام محمد بی۔ اے
(میر) مہدی حسین مہاجر
ملک غلام فرید ایم۔ اے۔ ایڈیٹر سن رائز
قاضی عبدالرحیم بھٹی۔ مہاجر
(ڈاکٹر سید) غلام غوث پنشنر
(صاحبزادہ) احمد ابوالحسن خلف شہید ملت سید عبداللطیف
(بھائی) شیخ عبدالرحیم نومسلم
(مولوی) قطب الدین (طبیب)
امام الدین (سیکھوانی)
مولوی غلام رسول دوکاندار (مہاجر)
(مولانا) سید سرور شاہ پرنسپل جامعہ احمدیہ
(چوہدری) فتح محمد سیال ایم۔ اے ناظر دعوۃ و تبلیغ
(شیخ) عبدالرحمن مصری۔ بی۔ اے ہیڈ ماسٹر مدرسہ احمدیہ
(مولوی) محمد الدین بی۔ اے۔ ہیڈ ماسٹر تعلیم الاسلام ہائی سکول ؛
(حضرت قاضی) امیر حسین (محدث)
(مولانا) عبدالغفور مولوی فاضل
(قاضی) عبداللہ۔ بی۔ اے۔ بی۔ ٹی سیکنڈ ماسٹر ہائی سکول
(مولوی حکیم) فضل الرحمن مبلغ افریقہ
(صاحبزادہ پیر) منظور محمد مصنف لیسر نا القرآن
مرزا محمد شفیع پنشنر
(بھائی) عبدالرحمن قادیانی
(مولانا) رحمت علی مولوی فاضل مبلغ سماٹرا
(مولانا) عبیداللہ بسمل طبیب
ملک فضل حسین احمدی مہاجر
(مولوی) فضل الٰہی (تاجر چوب)
(مولانا) غلام رسول راجیکی
(منشی) فخرالدین ملتانی احمدیہ کتاب گھر
(ابوایوب) محمد علی (بدوملہوی)
ابوالعطا اللہ دتا جالندھری۔ مولوی فاضل

نوٹ ۱:۔ قادیان کے سینکڑوں اصحاب نے تحریری طور پر داعیان مباہلہ میں شمولیت کے لئے باصرار درخواست کی ہے۔ مگر جگہ کی کمی کے باعث ان سب سے معذرت خواہ ہوں۔ درحقیقت وہ سب شامل ہیں۔ اور ان کے نام الفضل میں شائع ہو چکے ہیں ؛

نوٹ ۲:۔ یہ اشتہار پوسٹر اور ہینڈ بل کی صورت میں ۱۵ ہزار چھپوا کر تمام پنجاب و ہندوستان کے شہروں میں چسپاں اور تقسیم کئے گئے ہیں ؛

Digitized by Khilafat Library Rabwah

موجودہ شورش کا بانی کون تھا؟

(۱)

گر نہ بودے در مقابل روئے مکروہ وسیہ
کس چہ دانستے جمالِ شاہدِ گلفام را

آریہ سماج کی طرف سے عموماً یہ دعویٰ بیدلیں پیش کیا جاتا ہے۔ کہ سوائے ویدک دھرم کے دنیا کے اندر اور کوئی ایسا مذہب نہیں۔ جو شانتی اور امن کا ذریعہ بن سکے۔ لہذا ہر عقلمند انسان کا یہ فرض ہے۔ کہ وہ ویدک دھرم کا گہری نظر سے مطالعہ کرے۔ اور اسکی سچائی کو گرہن کر کے صلح اور شانتی کا وارث بنے۔ وغیرہ وغیرہ ؛

چونکہ آریہ سماج کی طرف سے یہ دعویٰ پیش کیا گیا ہے۔ کہ ویدک دھرم ہی دنیا کے اندر حقیقی امن قائم کر سکتا ہے۔ اس لئے ہم ویدک دھرم کی تعلیم پر اپنے وچار کو لے جاتے ہیں۔ اور انشاء اللہ تعالےٰ ہم اس بات کو آریہ سماج کی اندرونی اور بیرونی شہادتوں سے ثابت کرینگے۔ کہ موجودہ پولٹیکل بغاوت یا ہندو مسلم فساد کے بانی مبانی پنڈت دیانند مہاراج ہیں۔ اور ہندوستان کی موجودہ بے چینی اور گذشتہ تباہی کا باعث ویدک تعلیم ہی ہے۔ پیشتر ازیں کہ میں اپنے خیالات کا اظہار کروں۔ میں مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ اس بات کا کھلم کھلا اظہار کر دوں۔ کہ اس مضمون کو تحریر میں لانے سے میرا یہ ہرگز مقصد نہیں۔ کہ اپنی مہربان اور منصف عدل و انصاف والی برٹش گورنمنٹ کو آریہ سماج سے بدظن کر کے یہ ظاہر کروں۔ کہ موجودہ بغاوت کی ابتدا کرنے والے پنڈت دیانند تھے۔ اور اس آگ کو قائم رکھنے کے لئے آریہ سماج کی ستھاپنا کی گئی تھی۔ کیونکہ یہ ناممکن الامر ہے کہ اس قدر وسیع معلومات کی مالک گورنمنٹ سے یہ بات پوشیدہ ہو۔ کہ کونسا گروہ بغاوت کی آگ کو ہوا دے رہا ہے۔ بلکہ اس مضمون سے میرا یہ مقصد ہے۔ کہ غیر آریہ سماجی دنیا پر عموماً اور مسلمانان ہند پر خصوصاً یہ بات ظاہر کر دوں۔ کہ آریہ سماج کس مقصد کے لئے قائم کی گئی تھی۔ اور آج تک اس فرقہ نے کیا کیا گل کھلائے ہیں۔ اور آئندہ کے لئے ان کے کیا ارادے ہیں ؎

مرا مقصود و مطلوب و تمنا خدمت خلق است
ہمیں کارم ہمیں بارم ہمیں رسمم ہمیں راہم

اور میں انشاء اللہ تعالےٰ تمام واقعات کو آریہ سماجی لٹریچر سے ہی ثابت کروں گا۔

واقعات پر روشنی ڈالنے سے پہلے میں یہ بتا دینا مناسب خیال کرتا ہوں۔ کہ میں نے واقعات اور حالات پر غور کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا ہے۔ کہ ڈاکٹر مونجے۔ مالوی۔ نہرو خاندان یا مسٹر گاندھی اور آریہ سماج وغیرہ کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔ جس کو لے کر وہ میدان میں نکلے ہیں۔ اور وہ رام راجیہ ہے۔ ارشاد ہوتا ہے :-

"آریہ یوک ہندوستان میں نہ انگریزوں کا راجیہ چاہتے ہیں۔ نہ مسلمانوں کا۔ بلکہ رام راجیہ چاہتے ہیں" (اخبار ملاپ لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

آریہ نوجوانوں نے کھلے الفاظ میں یہ ظاہر کر دیا ہے کہ آریہ سماج کی تمام تر کوشش اس لئے ہے۔ کہ اپنی طاقت کو بڑھا کر رام راجیہ حاصل کیا جائے۔ سنگٹھن سے حاصل کیا جائے یا شدھی سے اپنی خوفناک طاقتوں کو تقویت دی جائے۔

اسی طرح مہاتما گاندھی جی یوں گوہر افشانی کرتے ہیں :-

"سوا راجیہ کے چاہے کتنے ہی معنی کئے جائیں۔ اور میں بھی چاہے کتنے ہی معنے لوگوں کو بتاؤں پھر بھی میرے نزدیک سوا راجیہ کا "ایک ہی معنی" ہے۔ اور وہ ہے "رام راجیہ" ....

.....

رام راجیہ کے حصول کے لئے سب لوگوں کو کوشش کرنی چاہیئے۔ اس کام کے لئے ہمارے پاس صرف کھادی ہی ایک واحد اور موثر ذریعہ ہے۔ لیکن لوگوں کی طاقت بڑھانے کے لئے دوسری چیز کی ضرورت تھی۔ وہ چیز ہم نے دریافت کر لی ہے۔ وہ چیز محصول نمک ہے۔ نمک کا استعمال امیر و غریب یکساں طور پر کرتے ہیں۔ اور چونکہ اس سب کے استعمال میں آنے والی ضروری چیز پر محصول لگا دیا گیا ہے۔ اس لئے ہر ایک آدمی محصول نمک کے اس قانون کی نافرمانی کر سکتا ہے۔ اور اس طرح اپنی طاقت بڑھا سکتا ہے۔ اس طرح کی پُرامن نافرمانی سے جو طاقت بڑھے گی۔ وہ امن پسند ہونیکے سبب رام راجیہ کی قائمی میں مدد دیگی۔ .... انہیں طریقوں سے رام راجیہ کی قائمی آسان ہو جائیگی۔ پورن رام راجیہ کب ملے گا۔ یہ کوئی نہیں کہہ سکتا۔ مگر دن رات اس کی رٹ لگاتے رہنا ہم سب کا فرض ہے۔ اور سچا فکر وہی ہے۔ جو "رام راجیہ" کی قائمی کے اسباب سوچنے کے لئے کیا گیا ہو"

(اخبار پرتاپ لاہور ۲۷ مارچ ۱۹۳۰ء صفحہ ۲ کالم ۲)

مذکورہ بالا حوالہ پر سرسری نگاہ ڈالنے سے اس حقیقت کا پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ مسٹر گاندھی اور آریہ سماج کا صرف ایک ہی مقصد ہے۔ اور وہ ہے رام راجیہ۔ مہاسبھائی ہندو ہوں یا کانگرسی ہندو ہوں۔ وہ صرف یہی سوچتے رہتے ہیں۔ کہ جس طرح بھی ہو سکے۔ ہندوستان کے اندر از سرِ نو رام راجیہ قائم کیا جائے۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی چاہتے ہیں۔ کہ غیر ہندوؤں کو مثلاً مسلمانوں اور سکھ بھائیوں کو قربانی کا بکرا بنا کر اپنا مطلب نکالا جائے۔ یعنی سانپ بھی مر جائے اور لاٹھی بھی بچ جائے۔ ان بین اور کھلے کھلے واقعات کو جانتے اور دیکھتے ہوئے بھی ہمارے مسلم لیڈروں کو جو کانگرس کے لئے دین و دنیا کو تباہ کر کے مسلم قوم کا ستیاناس کرنے کے باعث خداوند کریم کی لعنت کے وارث بن رہے ہیں۔ عقل نہیں آتی۔ اللہ تعالےٰ بہتر جانتا ہے۔ کہ ان کے دلوں کے اندر اندر کیا کیا خیالات موجزن ہیں۔ مگر واقعات کو مدنظر رکھتے ہوئے میں یہ کہے بنا نہیں رہ سکتا۔ کہ ہمارے مسلم کانگرسی لیڈر فریب خوردہ ہیں۔ یا مسلمانوں کو تباہ کرنے کے لئے اُدھار کھائے بیٹھے ہیں۔ یا پھر یہ ہو سکتا ہے۔ کہ ان کی عقل پر پردہ ہے۔ اس لئے ایک لمحہ کے لئے بھی انکی لیڈری میں رہتے ہوئے کوئی عملی قدم اٹھانا اپنے تئیں ہلاکت میں ڈالنا ہے ؎

دیتا ہے وہ دمساز جو دم اور زیادہ
تیشے کی طرح چھولے ہیں ہم اور زیادہ

Digitized by Khilafat Library Rabwah

میں دعا کرتا ہوں۔ کہ خداوند کریم ہمارے مسلم کانگرسی لیڈروں کے دلوں میں اسلام کے لئے تڑپ پیدا کرے کیونکہ میں دیکھتا ہوں۔ کہ ان کے موجودہ رویّہ سے یہی ثابت ہوتا ہے۔ کہ ان کے دلوں میں اسلام کے لئے کوئی درد نہیں۔ مسلم قوم مرے یا جیئے ان کو اپنے حلوے مانڈے سے کام ہے ؎

شب تاریک بیم درد قوم ما چنیں غافل
کجا زیں غم روم یارب نما خود دست قدرت را

پھر سمجھ نہیں آتی۔ کہ سیّد انور شاہ صاحب کا ہمنوا گاندھی کے ساتھ تعاون کرنے کے لئے فتویٰ صادر کرنا اور قصوری یا لدھیانوی مُلّانوں کا مسلمانوں کو گاندھی کی مدد کے لئے اکٹھا کرنا کس طرح جائز یا روا ہو سکتا ہے۔ جب کہ مسٹر گاندھی صاف صاف یہ بیان کر چکا ہے۔ کہ سوراجیہ کے چاہے کتنے ہی معنے کئے جائیں۔ اور میں بھی چاہے کتنے ہی معنے لوگوں کو بتاؤں۔ پھر بھی میرے نزدیک سوراجیہ کا ایک ہی معنی ہے۔ اور وہ ہے "رام راجیہ"۔ بلکہ اسی پر بس نہیں۔ وہ تو یہاں تک کہہ چکا ہے :۔

"سچا فکر وہی ہے۔ جو رام راجیہ کی قائمی کے اسباب سوچنے کے لئے کیا گیا ہو"

(پرتاپ ۲۷ مارچ ۱۹۳۰ء)

ان کی موجودگی میں اپنے کانگرسی بھائیوں سے یہ پوچھتا ہوں۔ کہ یہ کہاں کی شرافت ہے۔ اور کس قسم کا انصاف ہے۔ کہ مسلمانوں کو قربانی کا بکرا بنا کر رام راجیہ قائم کیا جائے ؎

چو مُلّا فتنہ انگیزد چہ باشد ہندی ملّت
چو کفر از کعبہ برخیزد کجا ماند مسلمانی

غرضیکہ کہاں تک اپنے بھائیوں کی حالت پر غور کیا جائے اور ان کے فریب و مکر کے جال پر روشنی ڈالی جائے۔ اے توحید کے پرستارو۔ بنی اکرم کے پیارو! خدارا اغیار کی چالاکیوں پر غور کرو۔ اپنے لیڈروں کی حالت پر غور کرو۔ خدا کے لئے ہوش میں آؤ۔ اور خود اپنی ہلاکت کے سامان بہم نہ پہنچاؤ۔ اب بھی وقت ہے۔ کہ سنبھل جاؤ۔ آنے والی نسلوں کو تباہی سے بچاؤ۔ کبھی تو عقل کو کام میں لاؤ ؎

ہم اپنا فرض و ثواب کر چکے ادا
اب بھی اگر نہ سمجھو گے تو سمجھائیگا خدا

دیانند اور سوراجیہ

رام راجیہ کی حقیقت کو بیان کرنے کے بعد اب میں یہ بتاتا ہوں۔ کہ جس وقت پنڈت دیانند جی نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اس وقت موجودہ گورنمنٹ اور رعایا کے تعلقات کیسے تھے۔ بھائی پرمانند ایم۔ اے فرماتے ہیں۔ کہ :۔

"یہ سوامی جی (یعنی دیانند جی) کے وقت میں موجودہ گورنمنٹ (یعنی انگریزی حکومت) کے خلاف جذبہ موجود نہ تھا"

(اخبار ہندو لاہور ۱۱ر نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳ کالم ۲)

اس حوالہ کی موجودگی میں کوئی عقل مند انسان اس بات سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ جس وقت پنڈت دیانند صاحب نے اپنا کام شروع کیا تھا۔ اس وقت گورنمنٹ عالیہ کے خلاف کسی قسم کا عناد یا جذبہ موجود نہ تھا۔ اب ہم پنڈت دیانند کے مشن پر نگاہ ڈالتے ہیں۔ اور دیکھتے ہیں۔ کہ پنڈت جی نے کس چالاکی اور عقلمندی سے ہندوؤں کے دلوں میں گورنمنٹ کے خلاف جذبہ پیدا کیا۔ ارشاد ہوتا ہے :۔

"دیانند نے بھارت کے کونے کونے میں وچر کر لوگوں کو جگایا۔ راج پرش شاسن کو بدلنے کے لئے لوک مت پیدا کیا۔ بھارتیوں کے اتہاس کو روشن کیا۔ لوگوں میں نربھیتا۔ حوصلہ اور ویرتا کا بھاؤ بھرا۔ اور سب سے بڑھکر لوگوں کے کانوں میں "سوراجیہ" کا سرو سکھدائی مہامنتر پھونکا۔ راج پرش شاسن کے کٹھور کال میں دمن نیتی کے پورن یگ میں اور ودیشی حکومت کے رعب کے زمانہ میں کیول ایک دیانند کا آتما تھا۔ جس نے سب سے پہلے "سوراجیہ" کا سندر سریلا اور سچا گیت گا کر روشن یکت سودیشی شاسن کے سنکھ سکھ پورن ودیشی شاسن کو بھی دکھدائی بتایا۔ ستیارتھ پرکاش کا یہ پاٹھ بڑی اونچی سچائیوں میں ستھان رکھتا ہے۔ دیانند کا یہ سوراجیہ پرچار سارے بھارت کو جگانے میں سمرتھ ہوا۔ رشی دیانند نے ویر بھاؤ سے جو پرچار کیا تھا۔ جو خیال دیا تھا۔ جو آدرش بتایا تھا۔ اور جو سوتنتر کا مدھر گیت گایا تھا اس کا آج یہ پھل ہے۔ کہ نوجوان ہندوستان کی ایک ایک ناڑی لس میں سے وہی گونج نکل رہی ہے"

(راز شری سوامی ستیانند جی مہاراج اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر ۲۷ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱ کالم ۱)

مذکورہ بالا حوالہ میں ہمارے فاضل دوست سوامی ستیانند جی نے اس حقیقت پر کھلے طور سے روشنی ڈال دی ہے۔ کہ پنڈت دیانند ہی کا یہ حوصلہ تھا۔ کہ اس نے سب سے پہلے آزادی کا سبق پڑھایا۔ اجنبی حکومت کے سکھ کو بھی دُکھ بتایا۔ اپنی ملکی حکومت کی برائیوں کو بھی پسند کیا۔ اس وقت جب کہ انگریزی حکومت کا پورا پورا رعب تھا۔ دیانند نے حکومت کے خلاف پھر پھر کر نفرت کا جذبہ پیدا کیا۔ اور اپنی کتاب ستیارتھ پرکاش میں اعلیٰ سے اعلیٰ آزادی حاصل کرنے کا طریقہ بتایا۔ اور تمام ہندوستان کو گورنمنٹ کے خلاف بھڑکانے میں کامیاب ہو گیا۔ اور ہندوؤں کے دلوں میں حکومت کے خلاف جذبہ بھر دیا۔ جو آج اپنا رنگ لا رہا ہے۔ اور اس کی خطرناک حقیقت سے آگاہی حاصل کر کے مدبر ہندو صاحبان بھی یہ کہنے کے لئے مجبور ہو رہے ہیں۔ کہ :۔

"اگر مقدمات پر نظر ڈالی جائے۔ میرٹھ کی سازش ہو یا لاہور کی۔ ہماری نظر ہندو نوجوانوں پر ہی پڑتی ہے۔ کانگرس کی تعلیم کا سب سے بڑا اثر یہ ہے۔ کہ اس کی وجہ سے ہندو نوجوانوں کو خواہ مخواہ گورنمنٹ کے خلاف بھڑکایا جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے ہر روز کئی نئی سازشوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے"

(راز مہاشہ دیارام پشاوری اخبار ہندو لاہور ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۳)

ان واقعات اور حالات پر غور کرنے کے بعد کوئی عقل مند انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کہ پنڈت دیانند نے مذہب کی آڑ لے کر لوگوں کو حکومت سے بدظن کرنے کے لئے اپنا مشن قائم کیا تھا۔ اور اس مقصد کو حاصل کرنے کے لئے آریہ سماج کو وجود میں لایا تھا۔ میں آریہ سماج کے کرتا دھرتا اور پرسدھ لیڈروں کو ملا ہوں۔ اور اس بارے میں ان سے تبادلۂ خیالات کیا ہے۔ ایک دفعہ مجھے آریہ سماج کے پرانے کارکن جو کسی وقت پٹیالہ آریہ سماج کا پردھان اور سیکرٹری رہ چکا ہے۔ سے ملنے کا اتفاق ہوا تھا۔ اس نے مجھے صاف صاف یہ بتا دیا تھا۔ کہ ابھی تک ہندوؤں نے اس مقصد کو نہیں سمجھا۔ کہ پنڈت دیانند نے کس مقصد کے لئے ستیارتھ پرکاش تحریر کی تھی۔ دوران گفتگو میں اس نے کہا تھا۔ کہ جس طرح اسلامی سلطنت کو مٹانے کے لئے تلسی داس نے رامائن لکھی تھی۔ اور حکومت کے خلاف جذبہ پیدا کرنے کے لئے اپنے چیلوں کو ملک کے کونے کونے میں پھیلا دیا تھا۔ وہ گاؤں گاؤں میں جا کر اس کو پڑھتے تھے۔ اور لوگوں کے دلوں میں نفرت کا جذبہ پیدا کرتے تھے۔ اسی طرح پنڈت دیانند نے ستیارتھ پرکاش کو تحریر کیا تھا۔ تاکہ اس کے ذریعہ سے لوگوں کے دلوں میں حکومت کے خلاف جذبہ پیدا کرے۔ اور جگہ جگہ آریہ سماج کو قائم کر کے اس رو کو تمام ہندوستان کے کونے کونے میں پھیلایا اور اس مہاشے نے تو یہاں تک کہہ دیا تھا۔ اگر یہ تعلیم اس طرح پھلتی پھولتی رہی تو عنقریب زمانہ دیکھ لیگا۔ کہ حکومت برطانیہ کا وہی حال ہو جائے گا۔ جو ہندوؤں نے اسلامی حکومت کا کیا تھا۔ اب ہم اپنی آنکھوں سے یہ دیکھ رہے ہیں۔ کہ آریہ سماجی فخریہ لہجہ میں یہ کہہ رہے ہیں۔ کہ پنڈت دیانند ہی ایک ایسا شخص تھا۔ جس نے حکومت کے خلاف جذبہ پیدا کیا۔ اور:۔

"آزادی کی تحریک کا کونسا پہلو ہے۔ جس میں آریہ سماجی صف اوّل میں کھڑے نہیں ہوئے۔ اور جس میں انہوں نے سب سے اوّل اپنی چھاتیوں کو برہنہ کر کے ان پر زخم نہیں کھائے۔

اس سے دیش میں جو راج نیتک اتھان تنظر آرہا ہے۔ کیا اس میں رشی دیانند کا کوئی بھاگ ہے؟ کیا آریہ سماج کوئی سہائتا دے گا؟ کیوں نہیں رشی دیانند نے تو اپنی تقریروں اور تحریروں میں وہ پولٹیکل اصول بیان کر دیئے ہیں۔ جنہیں بھارت سوتنترتا کے لئے بھون نرمان ادھار شلا کہہ سکتے ہیں۔ انہوں نے وہ نیم بتائے ہیں۔ جنہیں آج تمام پولٹیکل فلاسفر تسلیم کرتے ہیں۔"

(اخبار پرکاش لاہور کا رشی نمبر ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۵ کالم ۳)

غرضیکہ ان تمام حوالہ جات پر غور کرنے سے اس حقیقت کا پورا پورا علم حاصل ہو جاتا ہے۔ کہ موجودہ شورش کے بانی پنڈت دیانند جی ہیں۔ اور اس آگ کو ہوا دینے کے لئے آریہ سماجی صف اوّل میں کھڑے ہیں۔ اب ہم کو یہ دیکھنا ہے۔ کہ ہمارے آریہ سماجی دوست اس آگ کو یہاں پر ہی ختم کرنا چاہتے ہیں۔ یا کہ آئندہ کے لئے انہوں نے کوئی طریقہ عمل پیش کیا ہے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"راج نیتک آریوں کو اس بات کا فخر ہے۔ کہ کانگرس کی بنیاد سے بھی پہلے سوامی دیانند نے دیش بھگتی اور سوراجیہ کا خیال دیا۔ . . . . . رشی دیانند کی آریہ بھومیہ کی دیا کھیا کا کوئی منتر خالی نہیں۔ جس میں سوراج پراپتی کی پرارتھنا نہ ہو۔ ستیارتھ پرکاش میں جگہ جگہ سودیشی راجیہ کا خیال رشی دیانند نے دیا ہے۔ ستیارتھ پرکاش کے چودہ سمولاسوں میں سے چھٹا سمولاس صرف راج نیتی کا ہی بھرا ہوا ہے۔ ۲۳ سال ہوئے انگلینڈ کے ایک انگریز نے جس کا نام ویلن ٹائین چرال تھا ایک کتاب بنام Unrest in India by V. Chirol (یعنی ہندوستان کی بے چینی یا شورش۔ بدامنی کا حال جو ویلن ٹائین چرال نے ظاہر کیا) لکھی جس میں اس نے ثابت کیا۔ کہ پنجاب میں آریہ سماج بغاوت پھیلا رہا ہے۔ اس کتاب کے نکلنے کے بعد گورنمنٹ نے پنجاب کے سرکردہ دیش بھگت لیڈروں پر ہاتھ ڈالا۔ . . . . وہ وقت آریوں کے امتحان کا تھا۔ اگر اس وقت آریہ سماج کچھ قربانی کرتا۔ تو اس وقت ہندوستان کی ساری پولیٹکس آریہ سماج کے ہاتھ میں ہوتی۔ مگر آریہ سماج نے صاف اعلان کیا۔ کہ ہمارا کام سیاسی نہیں۔ اس وقت اس اعلان کے اثر کا پتہ نہ لگا۔ مگر اب نئے آریوں نے تو کیا۔ خود پرانے آریہ بھی آریہ سماج کے ماتھے پر یہ کلنک لگا رہے ہیں۔ یہی وجہ ہے۔ کہ آریہ سماج پولٹیکل میدان میں بھی لوگوں کے لئے کشش کھو چکا ہے۔

. . . . . اگر ہم پھر از سر نو رشی دیانند کی سپرٹ کو اپنے اندر دھارن کر کے اور پرانے رشیوں . . . . کی تیز تلوار ہاتھ میں لے کر میدان میں اتریں۔ اور ہندوستان کی آزادی کی رکھشا کے لئے سماج سدھار میں جو کام باقی ہیں۔ ان کو بنا جھجک اور بنا بندھن وڈر برادری کے کریں۔ اور ملک کی آزادی کے لئے بالکل بے خوف ہو کر لڑیں۔ تو آریہ سماج کی کشش اتنی بڑھیگی کہ لاکھوں ہندوستانی پھر اس کے جھنڈے کے تلے آکر اکٹھے ہو جائیں گے۔" از شری پنڈت رام گوپال جی شاستری وید بھوشن لاہور۔

(اخبار آریہ گزٹ رشی بودھ نمبر ۲۵ پھاگن سمت ۱۹۸۶ صفحہ ۴۱ و ۴۲)

مذکورہ بالا حوالہ میں فاضل اور قابل شاستری جی نے بیّن طور پر یہ ثابت کر دیا ہے۔ کہ آریہ سماج صرف اس لئے ناکامیاب ہو رہا ہے۔ کہ آریوں نے اپنی نالائقی یا بزدلی سے اپنے اصلی مقصد کو فراموش کر دیا ہے۔ اور اپنی حقیقت پر پردہ ڈالنے کے لئے مذہب کی آڑ لے لی ہے۔ اس کمی کو پورا کرنے کے لئے ہمارے فاضل دوست شاستری جی نے یہ بالکل بجا اور درست فرمایا ہے۔ کہ اگر آریہ سماج اپنی گذشتہ عظمت کو حاصل کرنا چاہتا ہے۔ تو اس کے لئے لازمی ہے۔ کہ دیوانہ وار میدان کارزار میں نکل آئے۔ اور غیر ملکی حکومت کو مٹانے کے لئے ہمہ تن کوشش کرے۔ پھر دیکھے۔ کہ کس طرح پروانہ وار لاکھوں ہندوستانی اس کے جھنڈے تلے

Digitized by Khilafat Library Rabwah

جمع ہو جاتے ہیں۔ وغیرہ وغیرہ۔ ہمیں سمجھ نہیں آتی۔ کہ ہمارے آریہ دوست اس حقیقت سے کیوں انکاری ہو جاتے ہیں۔ کہ وہ ایک پولٹیکل جماعت ہے۔ جس کا صرف یہ مقصد ہے۔ کہ موجودہ حکومت کو تباہ و برباد کر کے رام راجیہ قائم کیا جائے۔ اور آریہ سماج ہرگز مذہبی جماعت نہیں۔

میں پہلے بھی یہ ثابت کر چکا ہوں۔ کہ تمام سازشوں کے بانی مبانی آریہ سماجی حضرات ہی ہیں۔ اور مقدمات کے اندر بھی کثرت انہاشوں کی ہی نظر آتی ہے۔ اور جو گذشتہ قتل یا ڈاکے کی وارداتوں میں سزا پا چکے ہیں۔ ان کے کام کو جاری رکھنے کے لئے ہر سال ان کی برسیاں مناتے ہیں۔ اور فخریہ لہجہ میں یہ لکھ رہے ہیں۔ کہ وہ آریہ سماجی تھے۔ مثلاً کاکوری کے ڈاکوؤں میں زیادہ حصہ دار آریہ سماجی تھے۔ اور آریہ سماجی ہی اس واردات کے سرغنہ اور واحد ذمہ دار تھے۔ مثلاً [illegible] رنا تھ لہری۔ آپ کٹر آریہ سماجی تھے۔ گونڈا کے رہنے والے تھے۔ رام پرشاد بسمل بچپن میں ہی آپ کو آریہ سماج سے محبت پیدا ہو گئی۔ مشہور سوامی سوم دیو ان کے گورو تھے۔ اور ان ہی کے سامنے رام پرشاد نے دیش سیوا کی قسم لی تھی۔ روشن سنگھ:۔ آپ ضلع شاہجہان پور کے رہنے والے تھے۔ آپ بھی کٹر آریہ سماجی تھے۔" (اخبار ملاپ لاہور ۱۷ر نومبر ۱۹۲۹ء)

اسی طرح رام پرشاد بسمل کا حال اخبار گورو گھنٹال لاہور ۱۱ر جنوری ۱۹۳۰ء میں مفصل مذکور ہے۔ اسی پر بس نہیں۔ بلکہ آریوں کا مشہور اخبار پرکاش یوں حقیقت کو ظاہر کر رہا ہے:۔

"پنجاب کے سیاسی کارکنوں اور آزادی کی تحریک میں حصہ لینے والے نوجوانوں میں زیادہ تعداد آریہ یوکوں کی ہے۔ یہ آریہ سماج کے لئے فخر کا مقام ہے۔ سیاسی بیداری میں آریہ سماج نے جو کام کیا۔ وہ کسی سے پوشیدہ نہیں۔" از نند لال ادھیا پک دیانند اینگلو ویدک گورو کل بھون لاہور (اخبار پرکاش لاہور ۲۳ر فروری ۱۹۳۰ء صفحہ ۹ کالم ۲)

ان واقعات کی موجودگی میں کوئی عقل مند انسان اس حقیقت سے انکار نہیں کر سکتا۔ کہ آریہ سماج صرف ایک سیاسی جماعت ہے۔ جس کا صرف یہی ایک واحد مقصد ہے۔ کہ موجودہ گورنمنٹ کا تختہ الٹ کر رام راجیہ قائم کیا جائے۔ اور آریہ سماج کا یہ دعویٰ کرنا کہ وہ مذہب کی بنیاد پر قائم کی گئی تھی۔ بالکل غلط اور دھوکہ اور واقعات کے سراسر خلاف ہے۔ اگر آریہ سماج کا مذہب کے ساتھ کسی قسم کا لگاؤ ہوتا۔ تو وہ یقیناً سب سے پہلے ویدوں کا ادھار کرتی۔ اور اس کے ترجمے شائع کر کے بقول دیانند دنیا کا سدھار کرتی۔ آریہ سماج کا ویدوں کے لئے کسی قسم کا جتن نہ کرنا یہ ثابت کرتا ہے۔ کہ آریہ سماج صرف دنیا کو یہ دھوکا دینا چاہتی ہے۔ کہ وہ کوئی مذہبی گروہ ہے۔ اور آریہ سماج کی یہ حرکت ثابت کرتی ہے۔ کہ ان کا ویدوں سے دُور کا بھی تعلق نہیں ہے۔ لیکن سیاسی میدان میں کام کرنے کا بیباک دہل دعویٰ کر رہے ہیں۔ اور اس بات کا فخر کر رہے ہیں۔ کہ موجودہ سیاسی میدان میں آریہ یوک سب سے بڑھ کر حصہ لے رہے ہیں۔ لیکن ویدک ریسرچ کے متعلق ان کا کیا رویہ ہے۔ وہ قابل غور ہے۔ اور اس سے پتہ لگ سکتا ہے۔ کہ آریوں کو ویدک دھرم سے کتنا لگاؤ ہے۔ وہ ویدوں کی خوبیوں کو کس قدر اننتی چاہتے ہیں۔ وہ ویدوں کی خوبیوں کو شائع کرنے کے لئے کیا کام کر رہے ہیں۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"جتنا قبضہ رامائن اور مہابھارت نے ہندوؤں پر کیا ہے۔ اتنا اقتدار ویدوں کا بھی نہیں ہے۔ عوام ویدوں سے ناآشنا ان کے ناموں سے بھی اجی۔"

(از اخبار ابلاغ لاہور ۱۲ر اکتوبر ۱۹۲۹ء)

اسی طرح آریوں کا منہ پھٹ اور متعصب اخبار ملاپ یوں آریہ سماج کے ممبروں کی حالت کا رونا روتا ہے:۔

"آریہ سنتان ویدوں پر۔ ویدوں کے معتقدوں پر۔ اور مداحوں پر تمسخر کرتی ہے۔ اور انکو حقارت کی نگاہ سے دیکھتی ہے۔ وید کا نام سن کر ان کا سینہ پھٹ جاتا ہے۔ چہرہ لال ہو جاتا ہے۔ آنکھیں غصہ سے بھر جاتی ہیں۔ اور دل میں یہ خواہش پیدا ہوتی ہے۔ کہ وید کے نام لینے والے کا سر کچل دیا جاوے۔"

(اخبار ملاپ لاہور ۱۷ر نومبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۳۲)

ان مذکورہ بالا حوالہ جات پر غور کرنے سے کوئی شخص اس بات سے انکار نہیں کر سکتا کہ آریوں کے لئے ویدوں میں کوئی دلچسپی کا سامان نہیں ہے۔ وہ ویدوں کے نام سے بھی محض ناآشنا ہیں ؎

چھپتی نہیں ہے بات بناوٹ کی بال بھر
آخر نکل ہی جاتی ہے رنگت خضاب کی

فرض کرو۔ اگر آریہ سماجی دوست گورنمنٹ برطانیہ کو تباہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ تو وہ مسلمانوں سے کس قسم کا سلوک روا رکھیں گے۔ ارشاد ہوتا ہے:۔

"اے بھارت ورش کے ہندو نوجوان بھائیو! وہ بہادر پرتاپ جس سے شہنشاہ اکبر گھبراتا تھا۔ وہ شیر دل سیواجی جو اورنگ زیب (رحمۃ اللہ علیہ) کے چھکے چھڑاتا تھا۔ وہ بیر بندہ جسکی تلوار مسلمانوں کے پرخچے اڑاتی تھی۔ ہائے ہائے آج وہ سارے کہاں ہیں۔ کس جگہ چھپے ہوئے ہیں؟" از شنکر دت برہمچاری ایف۔ ایس۔ سی۔ جالندھر (ہندو ۲۱ر اکتوبر ۱۹۲۹ء صفحہ ۱۳ کالم ۳)

امید ہے۔ کہ اس حقیقت کو معلوم کرنے کے بعد کانگرسی مسلمانوں کی آنکھیں کھل جائیں گی۔ اور وہ دیکھ لیں گے۔ کہ ہندوؤں کے دلوں میں مسلمانوں کے لئے کیا کیا خیال موجزن ہیں۔ اور وہ کیا چاہتے ہیں۔ ان کو سیواسے ڈاکو کی کیا ضرورت ہے۔ پرتاپ کی یاد کیوں تڑپا رہی ہے۔ بندہ بیر کی تلوار کی چمک کیوں دل کو لبھا رہی ہے۔ اس کی وجہ صاف ہے۔ اور وہ یہ ہے۔ کہ انہوں نے مسلمانوں کو تباہ کرنے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا تھا۔ اسی پر بس نہیں۔ اگر ہندوؤں کا بس چل گیا۔ تو وہ مسلمانوں

Digitized by Khilafat Library Rabwah

کی خوراک پر بھی بندش لگادیں گے۔ بلکہ اگر کسی نے گائے کا گوشت مذہباً جائز جان کر کھانے کا خیال بھی ظاہر کیا۔ تو وہ گولی سے اڑا دیا جائے گا۔ کیونکہ:۔

"گئو ہتھیارے کو سیسہ کی گولی سے اڑا دینے کے لئے شاستر میں آگیا ہے۔ چاہے گئو گھاتک کوئی گورا ہو یا کالا ہو"

(اخبار ملاپ لاہور ۲۷ اکتوبر ۱۹۲۹ء)

اسی پر بس کرتے ہوئے میں ناظرین کی خدمت میں پُرزور اپیل کرتا ہوں۔ کہ وہ اس واقعہ کو صرف ہوائی قلعہ ہی خیال نہ کریں۔ بلکہ یہ ایک حقیقت ہے کہ ہندو ہرگز یہ نہیں چاہتے۔ کہ مسلمان ہندوستان میں ایک سنٹ بھی زندہ رہ سکیں۔ باوجود انگریزی گورنمنٹ کی موجودگی کے یہ لوگ مسلمانوں کو خاطر میں نہیں لاتے مسلم قوم کے مذبح خانوں کو گرانا اپنے لئے باعث ثواب جانتے ہیں۔ مسلمانوں کا قتل کرنا ان کے لئے باعث تفریح ہو رہا ہے۔ پھر یہ کب ممکن ہے۔ کہ اگر ان کو کلیتہً اقتدار حاصل ہو گیا۔ تو وہ مسلمانوں کو تنگ کرنے کے لئے کیا کیا حربے نہ چلائیں گے۔

ہمیں کچھ کہیں نہیں بھائیو نصیحت ہے غریبانہ
کوئی جو پاک دل ہووے دل و جاں اس پہ قرباں ہے

(خاکسار فتح محمد احمدی شرما کلرک جنرل پوسٹ آفس کراچی)

(ضمیمہ اخبار اسلام پریس قادیان میں سرخی کا کام دیتا ہے۔ فاروق منشی)

بقیہ صفحہ اوّل کالم اوّل

(۸) یکم مئی ۳۰ء کی رات کو ۹ بجے کی ٹرین سے عالیجناب نواب میجر سر محمد اکبر خانصاحب چیف آف ہوتی ضلع پشاور قادیان تشریف لائے۔ اور حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ بنصرہ سے ملاقات کی۔ تمام دفاتر وغیرہ دیکھے۔ دو شب قیام رکھا۔ اور ۳ مئی ۳۰ء کو صبح کی گاڑی سے واپس تشریف لے گئے۔ نواب صاحب ممدوح نہایت علم دوست غیر متعصب اور مذہبی لگن رکھنے والے نہایت خلیق خندہ پیشانی ہیں۔ آپ نے ہزار ہا روپیہ صرف کر کے ایک مذہبی لائبریری بھی ہوتی میں قائم کی ہے۔ جس میں ہر مذہب و فرقہ کی کتابیں جمع کیگئی ہیں۔

(۹) کاتب اخبار فاروق کی بیوی سخت بیمار ہے۔ احباب اس کی صحت کے لئے دردِ دل سے دعا فرماویں۔

بہرے سننے لگے

عجیب

بجو لوگ بہرہ پن۔ دماغ میں آوازیں یا زکام کے مریض ہوں۔ انہیں **اورل ہرب کمپاؤنڈ** کا استعمال نہایت ضروری ہے۔ اس پرانی طرز کی جڑی بوٹیوں سے مرکب دوا سے بے شمار ایسے مریضوں کو جو عرصہ سے امراض بالا میں مبتلا تھے۔ اور جن میں سے اکثر کو ناقابل علاج سمجھا گیا تھا۔ کافی طور سے افاقہ ہو گیا ہے۔ ایک ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں۔ کہ میں اکثر اوقات اپنے مریضوں کو "اورل ہرب کمپاؤنڈ" کا استعمال کراتا ہوں۔ اور ہمیشہ اس دوا کے نتائج کو اطمینان بخش پاتا ہوں۔ قیمت فی بکس تین روپے۔ محصول ڈاک معاف۔ دوا کے متعلق مفصل لٹریچر مفت ملنے کا پتہ:۔

اورل ہیڈ کیشن کمپنی ۱۶۰ ابرک بیک روڈ بیکن ہیم انگلستان

Aural Medication Co:
160 Birkbeck Road
Beckenham
England.

طاقت کے نمونے موتی

۱۰

(۱) اگر آپ چاہتے ہیں۔ کہ ارمانوں کا خون نہ ہو۔ دل میں امنگ ہو۔ دماغ میں مسرت ہو۔ طبیعت میں جوش ہو۔ چہرہ خوش رنگ ہو۔ معدہ قوی ہو۔ جسم میں ولولے پیدا ہوں۔ گھر کا چراغ روشن ہو۔ تو آج ہی

کنگ آف ٹانکس

جو کہ سونا کستوری اور لیتھین جیسی کئی ایک ادویہ کا مرکب ہے۔ استعمال کریں۔ قیمت ۶۰ گولی سمیت روپیہ۔ تیس گولی چار روپے معہ محصول ڈاک۔

شربت فولاد

شربت فولاد:۔ جو کہ کچلا۔ سنکھیا اور دیگر بہت سی ادویہ کا ایک لذیذ اور خوشگوار شربت ہے۔

شربت فولاد:۔ عورتوں کی خاص بیماریوں مثلاً عام کمزوری۔ رنگ کا زرد پڑ جانا۔ اور ہسٹریا کے لئے از مفید ہے۔

شربت فولاد:۔ مرض اٹھرا کا بہت بڑا دشمن ہے۔

شربت فولاد:۔ ایام حمل میں استعمال کرنے سے بچہ تندرست اور مضبوط پیدا ہوتا ہے۔

شربت فولاد:۔ کے میٹھا ہونے سے ہر ایک عورت شوق سے استعمال کرتی ہے۔

شربت فولاد:۔ کا ایک چھوٹا چمچہ دن میں تین مرتبہ بعد غذا استعمال کریں۔

شربت فولاد:۔ کی ساٹھ خوراکوں کی قیمت صرف تین روپے۔ محصول ڈاک ۸ر

تیار کردہ

فیض عام میڈیکل ہال قادیان پنجاب

نوٹ:۔ سفارش کے ساتھ اخبار کا حوالہ ضروری ہے۔